اسلام دشمنی کا شرمناک مظاہرہ

استعمال شدہ امریکی پارچات کی گانٹھ سے برآمد شدہ فراک جس پر قرآنی آیات طبع کرکے اہلِ اسلام کے دینی جذبات مجروح کئے گئے ہیں

احادیثِ رسول

مرتّبہ: قاری فیوض الرحمٰن

◎ مسلمان بھائی کی ہمدردی
◎ غیر ضروری باتوں سے پرہیز
◎ نیکی کا حکم دینا بھی باعثِ ثواب ہے
◎ مہمان کی عزّت

◎

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ (بخاری و مسلم)

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

تشریح کتنی عمدہ تعلیم ہے کہ ہر مسلمان کو اپنا بھائی سمجھو اس کے لئے وہی پسند کرو، جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ایثار اور ہمدردی کی تعلیم دی ہے مطلب یہ ہے کہ جو ہم اپنے لئے چاہیں وہی دوسروں کے لئے چاہیں، جو بات اپنے لئے پسند کریں وہی دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے پسند کریں اور جو باتیں اپنی ذات کے لئے ناگوار ہوں وہ دوسروں کے لئے بھی ناگوار سمجھیں۔ ہر شخص جس طرح اپنا بھلا چاہتا ہے اسی طرح تمام مسلمانوں کا بھلا چاہے، تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

◎

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَا لَا یَعْنِیْہِ۔ (ترمذی)

اَلْمَرْءُ۔ آدمی۔ تَرْکٌ۔ چھوڑنا۔
لَا یَعْنِیْ۔ فضول باتیں، بیکار مشاغل

ترجمہ: فضولیات کے چھوڑ دینے میں آدمی کے اسلام کی خوبی ہے۔

تشریح لایعنی امور وہ ہیں جن میں نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ دین کی بھلائی ہو۔ جن کاموں میں دنیا کا فائدہ اور آخرت کا نقصان ہو وہ حرام ہیں، جن امور میں نہ دنیا کی بھلائی نہ آخرت کی بھلائی ہو۔ وہ بھی جائز نہیں مثلاً تاش، گلی ڈنڈا، سینما دیکھنا وغیرہ تمام چیزیں لایعنی امور میں داخل ہوں گی۔ مسلمان کی خوبی یہ ہے کہ تمام فضول اور بیکار مشاغل کو بالکل چھوڑ دے۔ اپنی عمر کی عزیز اور قیمتی گھڑیوں کو دنیا اور دین کے مفید کاموں میں خرچ کرے۔

◎

مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ۔ (مسلم)

دَلَّ۔ رہنمائی کی۔ فَاعِلٌ۔ کام کرنے والا۔

ترجمہ: جس نے بھلائی کی ہدایت کی اسے بھلائی کرنے والے کی طرح اجر و ثواب ملے گا۔

تشریح حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّت تمام امتوں میں بہترین امّت ہے۔ اس کا اصل فریضہ یہ ہے کہ دوسروں کو بُرائی سے روکے اور بھلائی کی دعوت دے۔ جس نے کسی کو بھلائی کی دعوت دی اور وہ شخص اس پر عمل پیرا ہو گیا تو جب تک عمل کرتا رہے گا، بھلائی کی دعوت دینے والے کو بھی برابر کا ثواب اللہ تعالےٰ اپنی بارگاہ سے دیتے رہیں گے۔ مثلاً کسی کو نماز کی ہدایت کی، وہ نماز پڑھنے لگا نماز پڑھنے والے کو بھی پورا ثواب ملے گا۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کو بھلائیوں کی ہدایت کرتے رہو۔

◎

مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ (بخاری و مسلم)

فَلْیُکْرِمْ۔ پس چاہیئے کہ عزّت کرے۔
ضَیْفٌ۔ مہمان

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالےٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

تشریح مہمان اپنا ہو یا پرایا مسلم ہو یا غیر مسلم، اس کی عزت ضروری ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مہمان نواز تھے۔ بعض اوقات غیر مسلم آپ کی مہمان نوازی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے۔ کتنی تاکید فرمائی گئی ہے اس حدیث میں کہ جو شخص اللہ تعالےٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر مہمان کا اکرام لازم ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مہمانوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک فرماتے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ صحابہ خود بھوکے رہتے اور جو کھانا گھر میں موجود ہوتا، دوسروں کو کھلا دیتے۔ ہمیں بھی یہی حکم دیا گیا ہے۔ مہمان اپنی روزی اپنے ساتھ لاتا ہے اور مہمان کی وجہ سے حقتعالےٰ روزی میں برکت نصیب فرماتے ہیں۔

اپیل

میں اپنے استاد مولانا قاری فضل کریم صاحب پر ایک کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ قاری صاحب رحؒ کے تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ قاری صاحب کے بارے میں جو معلومات رکھتے ہوں ازراہِ کرم زیر دستخطی کو بھیجیں۔

قاری فیوض الرحمٰن ایم' اے
خطیب جامع مسجد ست گھرہ۔ انارکلی لاہور

حیدرآباد میں

ہفت روزہ خدام الدین کے لئے ایک دیانت دار، مخلص ایجنٹ کی ضرورت ہے خواہشمند حضرات بنجر ہفت روزہ خدام الدین سے خط و کتابت کریں۔

●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۹ر جمادی الثانی ۱۳۹۰ھ
۷ر اگست ۱۹۷۰ء

جلد ۱۶
شمارہ ۱۲

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

★ احادیث الرسول
★ اداریہ
★ اسلام اور ایمان کیا ہے
★ سید اسعد مدنی کے ساتھ چند روز
★ علماء کرام کے اوصاف کیسے ہونے چاہئیں
★ مومن کا قتل عمد
★ بحث مباحثہ
★ ایک انقلابی اقدام
★ درس قرآن
★ بچوں کا صفحہ
★ اور ـــ دوسرے مضامین

مسئلہ قادیانیت اور سیاسی رہنما

اسلام کی علمبردار سیاسی جماعتیں قادیانیوں کے لئے ممبر سازی کے دروازے بند کریں!

قادیانیت کی خطرناکیوں اور قادیانیوں کی اسلام دشمن روش محتاج وضاحت نہیں۔ اہل اسلام کے نزدیک قادیانیت ایک گالی کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور عوام میں اس قدر نفرت و حقارت کے جذبات پائے جاتے ہیں کہ کوئی سیاسی رہنما اپنے آپ کو قادیانی گروہ کے ساتھ اپنی وابستگی یا تعلق ظاہر کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ بقول ملک امیر محمد خان مرحوم سابق گورنر مغربی پاکستان خود قادیانیوں کا اپنا بھی یہ حال ہے کہ اس فرقے کے بڑے افسر اپنے آپ کو قادیانی یا احمدی ظاہر کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔

۱۹۶۲ء کے صدارتی انتخاب کے مرحلہ میں جب سابق صدر محمد ایوب خان نے بڑے بڑے قادیانی افسروں کو اپنے گرد جمع کر لیا ـــ اور مسٹر ایم۔ ایم۔ احمد اور سائنسی مشیر عبدالسلام جیسے حواری بن گئے تو لوگوں کو شبہ گذرا کہ مسٹر ایوب بھی قادیانی ہو گئے ہیں۔

اس پروپیگنڈے نے جب شدت اختیار کی تو سابق ناظم اعلیٰ اوقاف مسٹر مسعود نے ایک ملاقات میں صورتِ حال سے مطلع کیا کہ یہ پروپیگنڈا اگر وسعت اختیار کر گیا تو یہ آپ کے عہدہ و اقتدار کے لئے خطرناک حربہ ثابت ہوگا۔ چنانچہ سابق صدر محمد ایوب خاں نے اپنے مشیرِ خاص فدا حسین صاحب کو حکم دیا کہ وہ میرے قادیانی ہونے کی تردید کر دیں۔ بعد ازاں سابق صدر لاہور آئے تو گورنمنٹ ہاؤس میں علماء و خطباء کے ایک خاص وفد سے ملاقات کے دوران ممتاز عالمِ دین سید امین الحق صاحب خطیب شیخوپورہ نے پھر وہی سوال کر کے صحیح صورتِ حال معلوم کی تو مسٹر ایوب خاں نے علماء کے سامنے پھر اس الزام کی تردید کی کہ میں ہرگز قادیانی نہیں ہوں۔

سابق صدر ایوب خاں کا اقتدار ختم ہوا اور ائیر مارشل اصغر خاں (ریٹائرڈ) نے میدانِ سیاست میں قدم رکھا تو بعض قادیانی افسروں (اے بی اعوان سابق سیکرٹری داخلہ) کے ساتھ ان کی گہری رشتہ داری کی وجہ سے قادیانی ہونے کا الزام عائد کیا جس کی انہوں نے تردید کر دی۔

پھر میجر جنرل سرفراز (ریٹائرڈ) خارزارِ سیاست میں قدم رنجاں ہوئے تو بعض مصدقہ معلومات کی بناء پر ان پر بھی قادیانی ہونے کا شبہ ظاہر کیا گیا جس سے انہوں نے بریّت کا اعلان کیا۔

اور چند روز ہوئے پاکستان میں اسلامی سوشلزم کے داعی مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں معاصر مشرق لاہور کے نمائندے نے یہ بات منسوب کر دی کہ ان کا بھی قادیانیوں کے ساتھ باقاعدہ انتخابی معاہدہ ہو گیا ہے۔

جب ان کی توجّہ اس خبر کی طرف مبذول کرائی گئی تو انہوں نے بھی قادیانیوں کے ساتھ معاہدے کی تردید کرتے ہوئے یہ جملہ بھی فرما دیا کہ "انہیں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا"۔

ممکن ہے وہ اس جملہ کی بھی تردید کر دیں۔ تردید و بریت کا یہ پہلو اس امر کا غماز ہے کہ کوئی بھی سیاسی رہنما نہ تو قادیانی گروہ سے کسی قسم کی وابستگی کی جسارت کر سکتا ہے اور نہ ہی عوام کسی قادیانی کو اپنے رہنما کی حیثیت سے برداشت کر سکتے ہیں۔

سیاسی رہنماؤں کا یہ معنیٰ خیز تردیدی پہلو حقیقی صورتِ حال واضح نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ گذشتہ انتخابات میں بی ڈی کے ایک قادیانی امیدوار نے عوام کے اجتماع میں اعلان کیا تھا کہ میں مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ انتخابات

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

اسلام اور ایمان کیا ہے

حضرت مولانا الحاج محمد احتشام الحسن صاحب کاندھلوی

خداوند عالم پروردگار عالم نے جس قدر بھی انبیاء اور رسولوں اور پیغمبروں کو مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی اور اصلاح و تربیت کے لیے بھیجا وہ سب برحق تھے۔ خدا تعالیٰ کے فرستادہ تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کے احکام و اوامر مخلوق تک پہنچائے اور ان کی صحیح رہنمائی کی خواہ وہ کسی زمانہ میں بھیجے گئے ہوں اور کسی قوم میں بھیجے گئے ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ نے مختلف زمانوں اور مختلف علاقوں میں اپنے برگزیدہ مقبول بندوں کو اپنی مخلوق کی اصلاح و تربیت اور رشد و ہدایت کے لئے بھیجا ہے جنہوں نے اپنی اپنی زبانوں میں اپنی اپنی قوموں کی اصلاح و تربیت کی ہے اور خدائی احکام و اوامر مخلوق تک پہونچائے ہیں یہ سب کے سب خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول تھے اور خدا تعالیٰ کے پاکباز بندے تھے۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری نبی اور رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر سلسلہ نبوت و رسالت ختم کر دیا گیا اس میں وہ خدا تعالےٰ کے بھیجے ہوئے رشی اور منی بھی آ گئے جو اسلام سے پہلے سرزمین ہند میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں اگرچہ ہم ان کے ناموں کی تعیین نہیں کر سکتے کیونکہ رشی اور منی اگرچہ سنسکرت کے الفاظ ہیں مگر یہ رسول اور نبی کا ہی مفہوم ادا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہر ملک اور ہر بڑی قوم میں ہادی اور رہنما بھیجے ہیں۔

انسانوں کی طرح ملائکہ اور شیاطین اور جنات بھی خداوند عالم ہی کی مخلوق ہیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ جن کو انسانوں سے پہلے اپنی قدرت اور حکمت و مصلحت کے موافق مختلف اغراض و مقاصد کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جب خداوند عالم قادر مطلق مختار کل ہے تو ہر نوع کی مخلوق پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے کوئی امر ناممکن اور دشوار نہیں ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ان کی نسل کی دائمی رہائش کے لیے جنت اور دوزخ دو مقام بنائے گئے ہیں جس کی تمام انبیاء اور رسولوں نے خبر دی ہے۔ جنت کی نعمتوں کی مخلوق کو بشارت دی ہے۔ اور دوزخ کے عذاب سے ان کو ڈرایا ہے۔ خداوند عالم کو ماننے والوں کی دائمی قیام گاہ "جنت" ہے۔ جہاں ہر طرح انعام و اکرام ہوگا اور ہر راحت و آسائش موجود ہوگی۔ اور نہ ماننے والے سرکش انسانوں کا ابدی ٹھکانہ "جہنم" ہے جہاں دکھ درد اور ہر نوع کا عذاب ہوگا۔

یہ عقل و فہم کا وہ حتمی فیصلہ ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس زندگی میں خدا تعالےٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ پس اگر مرنے کے بعد دونوں قسم کے لوگوں کو ایک ہی حالت میں ایک ہی مقام پر رکھا جائے تو یہ عدل و انصاف کے بھی خلاف ہے، پھر ایسا کس طرح ہو سکتا ہے؟ لامحالہ مرنے کے بعد ماننے والوں کا انعام و اکرام ہوگا اور ان کا مقام جدا ہوگا۔ اور نہ ماننے والوں کو سزا ہوگی اور ان کا ٹھکانہ الگ ہوگا جیسا کہ دنیوی زندگی میں مجرموں کا ٹھکانا جیل ہوتا ہے جہاں کسی اعزاز و اکرام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ معقول بات کس طرح کسی مذہب کے خلاف ہو سکتی ہے جب کہ نجات اور مکتی بہشت اور دوزخ کا اجمالی اور تفصیلی تصور ہر مذہب و ملت میں پایا جاتا ہے۔

اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ملے گی جو دائمی اور ابدی ہوگی یہ زندگی محض ایک عارضی زندگی ہے۔ اور وقتی امتحان اور آزمائش کا زمانہ ہے۔

انسانوں کو جو کچھ بھی خیر و شر سے پہونچتا ہے اچھا ہو یا برا سب خداوند عالم کے قضا و قدر اور مشیت و ارادہ کے مطابق پہونچتا ہے اور اس کی حکمت و مصلحت کے موافق ہوتا ہے جو سراسر عدل و انصاف ہے کسی کو اس کی مشیت اور ارادہ میں کوئی دخل نہیں وہ قادر مطلق جو چاہے کرے مجبور لاچار اور کسی کا پابند نہیں ہے یہ خدائی کے بالکل خلاف ہے کہ وہ کسی بات پر مجبور ہو اور پابند ہو۔

خداوند عالم کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں آپ کے پاس تکمیلی شریعت اور تمام احکام خداوندی بھیجے گئے ہیں اس لئے اب آپ کا اتباع و پیروی تمام انسانوں کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

آپ سب کے لئے خدا کے رسول ہیں اور آپ کی شریعت تمام انسانوں کے لئے ہے جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے اور جس کا جی چاہے اس کو رد کرے کسی پر کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ مذہب کے بارے میں ہر شخص خود مختار ہے۔ دین و مذہب کے بارے میں کسی پر زبردستی نہیں کی جا سکتی۔

یہ اسلام کے بنیادی عقائد ہیں، ان عقیدوں میں بھی کوئی بات خوف و خطر کی نہیں بلکہ اگر غور و فکر کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ انسانی زندگی کی راستی اور درستی کے اہم اصول ہیں اور فطرت انسانی کے بالکل مطابق ہیں۔

یہ سب کے سب خالق عز و جل کی فرماں برداری اور وفاداری کے اطوار ہیں اور جو شخص اپنے خالق کا وفادار فرماں بردار بندہ ہوتا ہے وہ کبھی اس کی مخلوق کے ساتھ غدر

(باقی صکا پر)

مجاہد الحسینی

مولانا سیّد اسعد مدنی کے ساتھ چند روز

ایک سفرنامہ ـــــ ایک تاریخی سرگزشت

◎ سرگودھا میں شاندار استقبال ◎ خلیفۂ حضرت رائپوری کے ہاں دعوت
◎ ڈھڈیاں میں کیف آور اجتماع

◎

یہ کاروان مہمان خصوصی مولانا سید اسعد مدنی کی قیادت میں جب کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز اور زینت ملز کے قریب سے گذرا تو مزدوروں نے مولانا مدنی زندہ باد کے نعرے لگائے اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر معزز مہمان کو ہدیۂ سلام و عقیدت پیش کیا۔

لائل پور کے ہوائی اڈہ پر چونکہ مولانا سید اسعد مدنی اتفاقاً سرگودھا سے آئی ہوئی ایک کار میں سوار ہو گئے تھے اور اس کا ڈرائیور اس قدر تیز رفتار گاڑی چلا رہا تھا کہ اس نے معزز مہمان کے آرام و سکون، عقیدت مندوں کو زیارت و ملاقات کا شرف عطا کرنے اور رفقاءِ سفر کا بھی احساس تک نہ کیا حتیٰ کہ مولانا مدنی کے وہ رفیقِ سفر جن کی تحویل میں مولانا کا سامان تھا لائل پور کے ہوائی اڈہ سے بچھڑ گئے۔ سرگودھا میں جب مولانا کو اپنے رفیقِ سفر مولانا محمد عثمان اور اپنے سامان کا خیال آیا تو تیز رفتار کار ڈرائیور کو روکا گیا۔ پچھلی کاریں چونکہ مقابلتاً بہت پیچھے تھیں اس لئے کچھ وقفہ انتظار کیا گیا۔ جب اس کے باوجود وہ گاڑی نہ مل سکی تو ایک کار کو واپس لائل پور کی طرف روانہ کیا گیا۔

اس اثناء میں باقی گاڑیاں منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو گئیں۔ مولانا مدنی جب چنیوٹ پہنچے تو جامعہ عربیہ کے اساتذہ اور طلبہ نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ وہاں سے فراغت کے بعد دریائے چناب پر واقع سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے پُل کی ساخت کو دیکھ کر مولانا مدنی بے حد محظوظ ہوئے۔ پُل کے پار قادیانیت کے مرکز ربوہ کی سنگلاخ اور بے رونق آبادی شروع ہوئی تو مولانا کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی۔ آپ کو لب سڑک واقع جب قادیانیوں کے قبرستان مسمّٰی "جنت البقیع" سے متعارف کرایا گیا تو آپ اس کی ویرانی اور ڈراؤنی شکل دیکھ کر مسکرا دیے۔ پھر ربوے کی آبادی اور اس جدید قادیانی مرکز میں واقع مختلف دفاتر، جماعتی شعبوں، تعلیمی اداروں اور ان کی پُر اسرار سیاسی کارگذاریوں سے مختصراً آپ کو معلومات فراہم کی گئیں۔

دوپہر کے قریب جب سلطان ٹیکسٹائل ملز کے قریب چھاؤنی کا راستہ بند ہونے کی وجہ سے سرگودھا شہر کو جانے والی سڑک پر چلنے لگے تو سامنے پُل پر استقبالیہ ہجوم دکھائی دیا۔ اہلِ سرگودھا نے اپنی شاندار روایات کے مطابق نہایت پُرجوش اور والہانہ انداز میں "مولانا مدنی زندہ باد" کے فلک شگاف نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔

کار ڈرائیور نے یہاں بھی اپنی روایات کے مطابق سیدھے راستے جانے کی بجائے نہر کی پٹڑی کی راہ اختیار کی۔ جس نے پیچھے آنے والوں کے لئے پریشانی پیدا کر دی۔ وہ حیران تھے کہ معزز مہمان کی کار کدھر چلی گئی ہے اور اب کون سا راستہ اختیار کیا جائے۔

ہم لوگ سڑک کے راستے جب شہر کے دوسرے پل کے قریب پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مولانا مدنی کی کار نہر کی پٹڑی کے ساتھ ساتھ آ رہی ہے۔ مقامِ حیرت ہے کہ سرگودھا کے قاری عبدالسمیع صاحب اور دوسرے رفقاء نے اس طرف کیوں نہ توجہ دی ـــ الغرض خدا خدا کر کے یہ کاروان شہر میں داخل ہو گیا اور حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت رائپوریؒ کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ نے مکان سے نکل کر مولانا اسعد مدنی کا استقبال کیا۔ ملاقات کا یہ منظر نہایت ہی کیف آور اور دیدنی تھا۔

لائل پور کے ہوائی اڈہ سے چل کر مولانا مدنی کی شکل ہم نے سرگودھا پہنچ کر دیکھی۔ ان کی کار ـــ تیز رفتاری کے باعث آگے نکل گئی۔ اور باقی سب لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔

حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب نے چونکہ مولانا سید اسعد مدنی کے اعزاز میں ظہرانے کا انتظام کر رکھا تھا اور کھانے کا وقت بھی ہو گیا تھا اس لئے مدعوین حضرات کو دسترخوان پر بٹھا دیا گیا۔ مفتی زین العابدین صاحب نے فرمایا کہ مولانا عبدالوحید اور مولانا عبدالجلیل نے چونکہ ہمیں ڈھڈیاں میں انتظامات کے لئے پہلے پہنچنے کی تاکید کی تھی اس لئے ہمیں وہاں پہلے جانا چاہیئے۔ چنانچہ مولانا مفتی زین العابدین، مولانا انیس الرحمٰن لودیانوی اور راقم الحروف حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مولد و مدفن ڈھڈیاں کے لئے روانہ ہو گئے۔

راستہ میں واقع بعض قصبات میں

استقبال کے لئے کچھ لوگ سراپا انتظار تھے۔ اور ہر گذرنے والی کار کو مولانا مدنی کی گاڑی خیال کرتے —— راستہ میں بعض مقامات پر ہمیں روک کر مولانا مدنی کی بابت دریافت کیا گیا چنانچہ ہم نے ان کی تشریف آوری سے مطلع کیا۔ نمازِ ظہر کے قریب ہم ڈھڈیاں پہنچے۔ وہاں مولانا سید اسعد مدنی کے استقبال کے لئے حضرت رائے پوری رحؒ کے تمام معروف خدام موجود تھے۔

کھانے سے فراغت کے بعد مولانا مدنی نے نمازِ ظہر جامع مسجد سرگودھا میں اداء کی۔ یہ جامع مسجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کرائی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کی علمی، دینی اور قومی خدمات محتاج تذکرہ نہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ضلع سرگودھا کے پسماندہ اور جدید ترقی سے محروم لوگوں کو اسلام کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرایا۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحؒ سرگودھوی دیوبندی مسلک کے جلیل القدر عالم دین اور ممتاز دینی پیشوا تھے۔ علمی اور تبلیغی خدمات کے علاوہ انھوں نے تمام قومی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران یہ شہر ایک اسلامی چھاؤنی کی حیثیت اختیار کر گیا تھا اور جاں نثارانِ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری جرأت و بے باکی کے ساتھ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

عظمتِ سرگودھا

ضلع سرگودھا کو متحدہ ہندوستان میں انگریزی حکومت و سلطنت میں جہاں ٹوانہ خاندان کے غلبہ و تصرف کا مقام حاصل تھا، وہاں اس علاقہ کو تحریکِ آزادی کے ممتاز رہنماؤں اور جلیل القدر علماء کرام کی عظیم مرکزیت بھی حاصل تھی۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ کے بعد پاک و ہند میں تصوف وسلوک کی شمع جس نے فروزاں کی تھی وہ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحؒ اسی علاقہ کی شخصیت تھی۔ آزادئ وطن کے لئے جتنی تحریکات اٹھیں سرگودھا ان کا مرکز رہا ہے، مذہبی تحریکوں میں جمعیۃ علماء ہند، خلافت مجلس احرار اسلام اور دوسری تنظیموں کے ممتاز رہنما اسی شہر میں ہو گذرے ہیں۔ ان میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب خطیب شہر کو عظمت و احترام کا مقام حاصل تھا۔

یونینسٹ پارٹی کا عروج بھی اسی علاقہ کا مرہون تھا اور مسلم لیگ کی مقبولیت کا پرچم بھی اسی شہر نے لہرایا۔ اس علاقہ میں دینی اور مذہبی غیرت و حمیت کے جذبات اجاگر کرنے میں حضرت رائے پوری رحؒ کے بعد مفتی محمد شفیع رحؒ کی خدمت کو بڑا دخل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز ہوا تو مسلم لیگی رہنماؤں میں سے مولانا ثناء اللہ امرتسری رحؒ کے فرزندانِ گرامی ذکاء اللہ ثنائیؔ، ضیاء اللہ ثنائیؔ برادران، قاضی مرید احمد صدر ضلع مسلم لیگ بھی علماء کرام اور دینی رہنماؤں کے دوش بدوش تھے اور جب ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کا نازک مرحلہ آیا تو دنیا میں سرگودھا "شاہینوں" کے شہر سے موسوم اور معروف ہو گیا۔ اور آج بھی جب سرگودھا کا نام آتا ہے تو جرأت و بہادری کی روشن مثالیں آنکھوں کے سامنے گھوم جاتی ہیں اور پاک فضائیہ کے ہیرو ایم۔ایم عالم کا شہبازانہ پیکر سامنے آ جاتا ہے۔

اس شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد میں نمازِ ظہر کے بعد مولانا سید اسعد مدنی کی زیارت و ملاقات کے لئے ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مدظلہ خلیفہ حضرت رائے پوری رحؒ صدر مجلس کی حیثیت سے تشریف فرما تھے۔ مولانا مفتی محمد شفیع رحؒ کے بڑے فرزند مولانا مفتی احمد سعید صاحب بھی موجود تھے۔ مولانا قاری عبدالسمیع مع اپنے دیگر برادران اور مقامی جمعیۃ علماء اسلام کے ممتاز رہنماؤں اور کارکنوں کی رفاقت میں مجمع کو ہدایات دے رہے تھے۔ مولانا مفتی احمد سعید صاحب نے حضرت مدنی کا تعارف کرایا، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب کے فرزند مولانا سعید احمد صاحب نے حضرت شیخ مدنی اور علماء دیوبند کی خدمات کا تذکرہ کیا، مولانا عبدالسمیع صاحب نے مختصر خطاب اور سپاسنامہ پیش کرنے کے بعد مولانا سید اسعد مدنی سے دعا کی درخواست کی۔

دعا سے فراغت پا کر مولانا عبدالعزیز صاحب خلیفہ حضرت رائے پوری کی رفاقت میں مولانا سید اسعد مدنی — حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحؒ کے مولد و مدفن "ڈھڈیاں" کے لئے روانہ ہو گئے، ضلع سرگودھا کی ممتاز دینی اور قومی شخصیات، جلیل القدر علماء، مذہبی جماعتوں کے رہنما بسوں اور کاروں کے ذریعہ مولانا سید اسعد مدنی کے شریک سفر ہو گئے۔

نماز عصر سے کچھ وقت پہلے مولانا سید اسعد مدنی کی کار سب سے پہلے ڈھڈیاں پہنچ گئی۔ باقی شرکاءِ سفر کی کاروں کو پیچھے دیکھ کر ایک معمر ڈرائیور نے مولانا مدنی کی کار کے ڈرائیور سے مشفقانہ انداز میں کہا۔

"بھائی! میں نے قریباً ۳۰ سال انگریز افسروں کی ڈرائیوری کی ہے ہمیں اس بات کی باقاعدہ ہدایت ہوتی تھی کہ جب کوئی غیر ملکی مہمان آئے اسے پھولوں کی طرح رکھا جائے۔ غیر ملکی مہمان دراصل ہمارے پاس ایک نازک امانت کے درجہ میں ہوتے ہیں اسے نہایت احتیاط اور ہوشمندی کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا چاہئے میں نے آپ کو لائلپور ہوائی اڈہ سے یہاں تک خطرناک صورت میں کار چلاتے دیکھا ہے جو مناسب نہیں ہے یہ جملے از راہِ نصیحت اس لئے کہتا ہوں تاکہ آئندہ احتیاط سے کام لو اور اپنی رفتار اتنی رکھو کہ دوسرے ساتھیوں کو ہمرکابی میں دشواری پیش نہ آئے

علماء کرام کے اوصاف کیسے ہونے چاہئیں

حضرت مولانا وصی اللہ صاحب فتحپوری

علمائے محققین کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ تبلیغ کے مؤثر ہونے کے لئے مبلّغ کا چند اوصاف سے متصف ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر واعظ ان سے کورا رہا یا روحانی امراض میں سے اس میں کوئی مرض موجود ہؤا تو نہ صرف یہ کہ اس سے فائدہ نہیں ہوگا بلکہ کبھی اس کا بہت ہی بُرا اثر پڑتا ہے۔ عالم بے عمل کو اگرچہ واعظ کہنا جائز ہے لیکن لوگوں کو اس کے پند و نصیحت سے کچھ زیادہ اثر نہ ہوگا بلکہ احتمال ہے کہ الٹا اثر پڑے اس لئے کہ ایسا عالم یعاقب علیٰ فسقہ (اپنے فسق پر عتاب کیا جانے کا) مصداق ہے جس طرح کہ ثوب مغصوب میں نماز اگرچہ درست ہے لیکن مصلی یعاقب علیٰ معصیتہ (نمازی اپنی معصیت پر باز پُرس کیا جائے گا)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب بدایہ میں اپنے ہمعصر علمائے اسلام کا حال بیان فرماتے ہیں :-

قد مرض العلماء فی ھذہ الاعصار مرضا عسر علیھم علاج انفسھم لان الداء المھلک ھو حبّ الدنیا وقد غلب ذالک علی العلماء واضطروا الی الکف عن تحذیر الخلق من الدنیا لئلا تنکشف فضیحتھم فاصطلحوا علی الاقبال علی الدنیا والتجاذب لھا والتکالب علیھا واشتغل الاطباء (العلماء) بفنون الاغواء فلتیھم اذ لم یصلحوا لم یفسدوا ولتیھم سکتوا ما نطقوا بل صار کل واحد ــــ کالصخرۃ فی فم الوادی لا ھی تشرب ولا تترک الماء شربۃ غیرہ۔

(بدایہ للغزالی ص۱۱۶)

ترجمہ : بلاشبہ علماء اس زمانہ میں ایسے مریض ہو گئے ہیں کہ ان پر خود اپنا علاج دشوار ہو رہا ہے اس لئے کہ حُبِّ دنیا جو ایک مہلک بیماری ہے خود علماء پر مسلط ہو گئی ہے اور اس کی وجہ سے عوام کو بھی دنیا طلبی سے روکنے کا ان کو منہ نہیں رہ گیا ہے اس لئے کہ اس سے خود ان کا پردہ فاش ہوتا ہے۔ پس ان حضرات نے (لوگوں سے) دنیا طلبی اور اس کے لئے سعی کرنا اور اس پر کتوں کی طرح گرنے پر صلح کر لی ہے اور خود طبیب ہی (یعنی یہی علماء) عوام کو طرح طرح سے بہکانے کے فن میں مشغول ہو گئے ہیں۔ پس اے کاش! ان لوگوں نے اگر اصلاح نہ کی تھی تو فساد بھی نہ کرتے اور کاش جو کچھ ان لوگوں نے کہا اس سے خاموش ہی رہتے (افسوس کہ صرف یہی نہیں ہؤا) بلکہ ان میں کا ہر ایک چشمہ کے منہ کا پتھر بن گیا ہے نہ خود اس سے پیتا ہے اور نہ کسی دوسرے کو پینے دیتا ہے۔

صاحب روح المعانی نے بھی آیت و ان یظھروا علیکم لا یرقبوا فیکم الّاً و لا ذمّہ کی تفسیر بیان کرنے کے بعد اپنے معاصر علماء کا شکوہ اس طرح کیا ہے :-

ولم اجد لھولاء مثلا من ھذہ الحیثیۃ المشار الیھا بقولہ سبحانہ و ان یظھروا الایۃ الا اناسًا تتزین بزی العلماء ولیسوا منھم ولا قلامۃ ظفر فانھم معی وحسبی اللہ وکفیٰ علیٰ ھذا الطرز فرفعھم اللہ لا قدر او حطھم ولاحط عنھم وزرا۔

(روح المعانی پ۱۰ ص۵)

ترجمہ : اور میں نہیں پاتا ان کفار کے لئے ان کے اس وصف میں جس کا تذکرہ حق سبحانہٗ و تعالےٰ نے آیت و ان یظھروا (الآیہ) میں فرمایا ہے۔ کوئی مماثل بجز ان لوگوں کے جنہوں نے علماء کا لباس تو پہن رکھا ہے حالانکہ عالم نہیں ہیں (عالم ہونا تو بڑی بات ہے) وہ عالم کے ناخن کے کترن کی بھی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ علمائے حقہ تو میرے ساتھ ہیں اور اللہ مجھے کافی ہے۔ اور ان کے اس طرز پر بھی کافی ہے۔ خدا ان "علماء سوء" کو بڑھائے لیکن عزت میں نہیں اور ان کو گھٹائے مگر گناہ میں نہیں۔

علمائے حق اور علمائے سوء کی علامات بیان کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ سنئے :-

وقد وردفی العلماء السوء تشدیدات عظیمۃ دلّت علی انھم اشد الخلق عذابًا یوم القیٰمۃ فمن المھمات العظیمۃ معرفۃ العلامات الفارقۃ بین علماء الدنیا وعلماء الاخرۃ ونعنی بعلماء الدنیا علماء السوء الذین قصدھم من العلم التنعم بالدنیا والتوصل الی الجاہ والمنزلۃ عند اھلھا۔

(احیاء العلوم للغزالی ص۴۳ ج۱)

ترجمہ : اور (قرآن و حدیث) میں علماء سوء کے بارے میں ایسی ایسی سخت وعیدیں آئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ انہیں کو عذاب ہوگا۔ لہٰذا ان علامات کا جاننا اشد ضروری ہؤا جو علماء دنیا کو علماء آخرت سے جدا کرتی ہیں اور ہماری مراد علماء دنیا سے وہ علماء سو ہیں جن کا مقصد اپنے علم (دین) سے محض دنیاوی راحت اور آرام ہے۔ اور اسے جاہ طلبی کا ذریعہ بنانا ہے یا اس کے ذریعہ سے اہل جاہ کی نظروں میں وقیع بننا ہے۔

اور یہ بھی سنئے۔ طحطاوی علی الدر میں ہے :-

شر الناس فاسق قرأ کتاب اللہ و تفقہ فی دین اللہ و بذل

نفسہ لفاجرا اذا نشط تفکہ بقرأتہ فیطبع اللہ علیٰ قلب القاری والمستمع۔

(طحطاوی علی الدر صفحہ ۳ ج ۱)

ترجمہ: بدترین انسان وہ فاسق ہے جس نے اللہ کی کتاب پڑھی ہو اور اللہ کے دین کی وہ باتیں سیکھی ہیں لیکن اپنے نفس کو کسی فاجر کی خوشنودی میں صرف کیا ہو (یعنی مطمح نظر محض اس کی خوشنودی رہی) جس وقت طبیعت میں ذرا نشاط ہوا تو کتاب اللہ تفکہ کے طور پر قرأت کر لی (یعنی عمل کے قصد سے نہیں محض تفریح کے طور پر) پس حق تعالیٰ ایسے پڑھنے والے اور سننے والوں کے قلب پر مہر لگا دیتے ہیں (یعنی قرأت صرف لسان ہی تک محدود رہتی ہے۔ قلب تک اس کا اثر نہیں پہنچتا)

اسی مضمون کی تائید حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پڑھنے اور نہ پڑھنے والوں کی چند مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ روایت میں ہے کہ:

و مثل الفاجروا فی روایۃ المنافق الذی یقرأ القرآن کمثل ریحانۃ ریحھا طیبٌ وطعمھا مرٌّ۔ (رواہ الشیخان)

ترجمہ: مثال فاجر کی اور دوسری روایت کی رُو سے مثال منافق کی جو قرآن پڑھتا ہو مانند ریحان کے ہے جس کی خوشبو اچھی ہے اور مزا کڑوا ہے۔

کتاب الادب النبوی میں حدیث کے اس جزو کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:-

و ثالثھم فاجر او منافق لیس لہ من الایمان الا اسمہ ولا من الدین الا رسمہ یقرأ القرآن ویجید حفظہ ویتقن طرفہ ویحسن قرأتہ وتوقیع الفاظہ ونغماتہ ولکن لا تجاوز التلاوۃ حنجرتہ ولا تعد و ترقوتہ فان بلوتہ تکشفت لک عن قلب اسود و فواد مظلم و خُلق مر و عمل ضرو هذا مثلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالریحانہ و ان شمت فرائحۃ ذکیۃ و ان ذقت فمرارۃ لذعۃ کذالک ھذا یقرأ القرآن فتستریح بہ النفوس کما تستریح للروائح العطرۃ ولکن قلبہ ونفسہ مطویات علی السوء تذوق مرارتہ وتحس قذارتہ ان عاشرتہ و عاملتہ و مثل ھذا لا اثر للقرآن فی نفسہ لان فجورہ ونفاقہ ختم علی قلبہ فلا تؤثر فیہ نصیحۃ ولا تنجح معہ موعظۃ (الادب النبوی صفحہ ۲۳۵)

ترجمہ: اور تیسرا (ان قرآن پڑھنے والوں) میں کا فاجر یا منافق ہے کہ جس میں محض نام کا ایمان ہو اور صرف رسمی دین ہو (یعنی حقیقی ایمان اور دین سے وہ خالی ہو) قرآن کو عمدہ یاد کے ساتھ وہ پڑھتا ہو۔ اس کے متعدد لہجوں اور قرآتوں سے بھی بخوبی واقف ہو اس کو الفاظ کی پختگی اور حسن ترنم کے ساتھ تلاوت کرتا ہو لیکن اس کا یہ پڑھنا اس کے گلے اور حلق سے آگے نہ بڑھتا ہو اگر تم اس کے باطن کا جائزہ لوگے تو اس کا دل سیاہ پاؤ گے، قلب تاریک دیکھو گے، اخلاق کڑوے بُرے اور عمل ضرر رساں پاؤ گے ایسے شخص کی مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریحانہ (تلسی) کے ساتھ دی ہے اگر تم اس کو سونگھو گے تو خوشبو نہایت ہی پاکیزہ، لیکن اگر اس کو چکھو تو مزا سخت کڑوا۔ یہی حال اس شخص (منافق) کا ہے کہ اس کے قرآن مجید پڑھنے سے لوگوں کو بڑا ہی لطف آتا ہے۔ جس طرح کہ عمدہ خوشبوؤں کے سونگھنے میں آیا کرتا ہے۔ لیکن اس کے قلب اور نفس میں تہ بتہ برائیاں موجود ہوتی ہیں جس کی کڑواہٹ اور نجاست تم اس کی معاشرت اور معاملات میں محسوس کر سکتے ہو اور اس جیسے انسان کے قرآن پڑھنے کا اثر خود اس کے نفس میں بھی نہیں ہوتا (تا بدیگراں چہ رسد) اس لئے اس کا نفاق اور فجور اس کے دل پر ایک مہر لگا دیتے ہیں۔ بس اس وقت نہ کوئی نصیحت کارگر ہوتی ہے اور نہ کوئی وعظ نفع دیتا ہے۔

اذا کان الطباع طباع سوء
فلا ادب یفید ولا ادیب

اسی طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت بھی اس مضمون کی مؤید ہے جسے بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے:-

عن حذیفۃ مرفوعًا اقرؤا القرآن بلحون العرب و اصواتھا وایاک ولحون اھل العشق ولحون اھل الکتابین وسیجیٔ بعدی قوم یرجعون بالقرآت ترجیع الغناء والنوح لا یجاوز حناجرھم مفتونۃ قلوبھم و قلوب الذین یعجبھم شانھم۔ (رواہ البیہقی ورزین)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ قرآن کو عرب کے لہجہ اور طرز پر پڑھو اور دیکھو۔ خبردار اہل عشق اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے طریقہ پر قرآن مت پڑھنا۔ میرے بعد ایک قوم آئے گی جو قرآن کو گانے کے اور نوحہ کے طور پر پڑھے گی (جو) ان کے حلق سے متجاوز نہ ہوگا۔ (اور اس عمدہ قرآت کی وجہ سے) خود ان کے قلوب بھی فریب خوردہ ہوں گے اور ان لوگوں کے قلوب بھی جن کو ان کا حال اچھا معلوم ہوگا۔

حاصل کلام یہ کہ اس زمانہ میں خواص ہوں یا عوام سب کے سب مہلک امراض میں مبتلا ہیں۔ عوام کا تو حال یہ ہے کہ استرسل الناس فی اتباع الشھوات استرسال البھائم۔ عام طور پر لوگ اتباع شہوات میں اس طرح چھٹ کر پڑتے ہیں جیسے جانور کھونٹے سے چھٹ کر کھیت میں اس طرح پڑتا ہے کہ کھیت کو چر کر ناس کر دیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی شریعت کے بند و قید سے چھٹ کر شہوات میں ہلاک ہو گئے کہ شریعت مقدس کا عمل تو درکنار استحسان بھی نظر میں باقی نہیں رہا۔ خواص میں وہ مرض عام ہو گیا جس کا اندیشہ جناب

جناب محمود احمد خاں ، پی اسی ایس

قرآن پاک نے انسانی جان کو یہ کہہ کر بڑی اہمیت بخشی ہے ، کہ اگر کسی نے ایک فرد کی جان بچائی تو گویا اس نے سارے جہان کے انسانوں کو بچا لیا اور جس نے ایک انسان کی جان ضائع کی تو گویا اس نے سارے جہان کے انسانوں کو ختم کر ڈالا -

سورۃ المائدہ ۲۷ : ۳۰) میں حضرت آدم کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل کی آپس میں گفتگو بیان کی گئی ہے جو آخر کار ایک کے قتل پر مختتم ہوئی - یہ گفتگو اس مضمون کے اعتبار سے دلچسپ ہے اور اس کا یہاں نقل کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا - ارشاد ہوتا ہے " آپ ان اہل کتاب کو آدم کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دیجیے جبکہ دونوں نے ایک ایک نیاز پیش کی اور ان میں ایک (یعنی ہابیل) کی تو مقبول ہوگئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی مقبول نہ ہوئی تو دوسرا کہنے لگا - میں تجھے ضرور قتل کروں گا - پہلے نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ متقیوں کا ہی عمل قبول کرتا ہے اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے دست درازی کرے گا تو بھی میں تیرے قتل کرنے پر دست درازی کرنے والا نہیں ہوں گا - کیونکہ میں تو خدائے پروردگار عالم سے ڈرتا ہوں - میں یہ چاہتا ہوں کہ تو میرے گناہ اور اپنے گناہ سب اپنے سر پر رکھ لے پھر تو دوزخیوں میں شامل ہو جائے اور یہی سزا ہوتی ہے ظلم کرنے والوں کی - سو اس کی طبیعت نے اسے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا اور اس نے بھائی کو قتل کر ہی ڈالا - جس سے وہ بڑے نقصان اٹھانے والوں میں ہو گیا - اسی واقعہ کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا عوض دوسرے شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو خواہ مخواہ قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی کو بچا لے تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچا لیا ، اور بنی اسرائیل کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی واضح دلائل لے کر آئے پھر اس کے بعد بھی دنیا میں بہتیرے ان میں سے زیادتی کرنے والے ہی رہے " اس کے علاوہ دوسرے مقامات پر بھی بار بار ایسے ارشادات فرمائے کہ کسی نفسِ انسانی کو ناحق قتل نہ کرو بنی اسرائیل کی قوم کو جا بجا موردِ الزام ٹھہرایا کہ انہوں نے کئی انبیاء کو بغیر حق کے قتل کیا اور اس پر ان کی شدید مذمت کی۔

اسلام کا نزول ابتداءً جس ماحول میں ہوا وہ عرب کا ماحول تھا - وہ لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے ، پشتوں تک خون کا بدلہ خون سے لیتے رہتے تھے - ذرا ذرا سی بات پر تلوار اٹھا لیتے تھے - دشمنی کی بنا پر قتل کرنا تو خیر ہونا ہی تھا چند درہم کی لوٹ مار ہضم کرنے کے لئے جان لے لیتے تھے اس لئے اسلام نے ان کی اس دختر زنی اور قتل کی قبیح عادت کی شدید مذمت کی اور انہیں متنبہ کیا کہ زندہ در گور لڑکیوں سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تمہیں کس گناہ پر قتل کیا گیا۔ (پارہ ۳۰ سورۃ التکویر ۸ : ۹)

اور دلائل سے سمجھایا کہ رزق دینے والے ہم ہیں - اس بنا پر معصوم جانیں تلف نہ کرو ، اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل نہ کرو ، ہم اُن کو بھی رزق دینے والے ہیں اور تم کو بھی " سورۃ بنی اسرائیل ۱۵)

قرآن کریم نے معاف کر دینے والے کو بہتر عمل قرار دیا ہے مگر سنگدل اور سخت مزاج کے لوگوں کے لئے اور دنیا کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے قصاص کا عظیم اور پُر حکمت فلسفہ بھی عطا فرمایا ہے -

" اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے - مقتولین (قتل عمد) کے بارے میں آزاد آدمی کے بدلہ میں آزاد آدمی اور غلام کے عوض غلام اور عورت کے عوض عورت (قتل کئے جائیں) ہاں جس کو ان کے ورثا سے معافی ہو جائے (مگر پوری معافی نہ ہو) (تو مدعی کے ذمہ) معقول خون بہا کا مطالبہ کرنا (اور قاتل کے ذمہ خوبی کے ساتھ مال کا) ان کے پاس پہنچا دینا (ضروری ہے) یہ قانون دیت (عفو) تمہارے پروردگار کی طرف سے سزا میں تخفیف اور شاہانہ ترحم ہے - پھر جو شخص (اس قانون کے بعد) تعدی کا مرتکب ہو تو آخرت میں اس کو بڑا دردناک عذاب ہوگا اور اے اہل عقل و دانش (اس قانون) قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے ہم امید کرتے ہیں کہ تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی سے) پرہیز کرو گے ——— البقرہ (۱۷۸ - ۱۷۹)

اس مضمون پر چند ایک حدیثیں ملاحظہ فرمائیں - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرمۃ المومن اعظم

من الحرمۃ الکعبہ (مومن کی عزت کعبہ کی عزت سے زیادہ ہے)، لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض (میرے بعد کافروں کی طرح نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارو) من حمل علینا السلاح فلیس منا لن یدخل الجنۃ حتیٰ تومنوا ولن تومنوا حتیٰ تحابوا (جو ہمیں مارنے کے لئے اسلحہ اٹھاتا ہے، وہ ہم میں سے نہیں ہے تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو) ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا وفی شہرکم ھذا (تحقیق تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح آج کا دن (یوم حج) محترم ہے، جس طرح تمہارا شہر محترم اور جس طرح یہ مہینہ محترم ہے)" غلطی سے مومن کے قتل ہو جانے کے متعلق یہ احکام ہیں " اور کسی مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو (ابتداءً) قتل کرے۔ لیکن غلطی سے ہو جائے تو اور بات ہے) اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنا واجب ہے اور خون بہا بھی (واجب ہے) جو اس کے خاندان کے لوگوں کے حوالے کر دیا جائے۔ بشرطیکہ وہ لوگ معاف کر دیں"

خود مومن کے لفظ کا ماخذ امن ہے اور اسی سے امون (ایسا اونٹ جو اپنی قطار کے باقی اونٹوں کا رہنما ہوتا ہے)۔ امانت، امین نکلتے ہیں۔ یہ لفظ ہی صلح کل کے تصور پر مبنی ہے۔ مومن کی فطرت ہی یہ ہے کہ وہ پرامن رہے اور وہ سارے عالم کے لئے باعثِ امن ہے۔ بجز اس حالت کے کہ جب انتہائی ظلم و تعدی کی صورت میں جہاد لازم ہوتا ہو۔ ایک مقام پر قرآن نے ایک صفت "رحمان کے خاص بندوں" کی یہ فرمائی کہ وہ جس شخص کے قتل کرنے کو حرام فرمایا ہے۔ اسے قتل نہیں کرتے (سورۃ الفرقان ۶۸) ایک حدیث بھی ہے۔

نیز یہ بھی ایک دلچسپ بات ہے کہ عبرانی زبان میں امن کے لئے (SHALAM) کا لفظ ہے۔ حضرت عیسیٰؑ جب اپنے مبلغین کو روانہ کرتے تو ان کو ہدایت ہوتی کہ جب کسی گھر میں داخل ہو تو کہو تم پر امن ہو۔

اس ساری تمہید سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن کے نزدیک انسانی خون نہایت قیمتی ہے۔ بلکہ اس کی کوئی قیمت مقرر ہی نہیں کی جا سکتی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر ایک انسان کا خون ہؤا تو گویا ساری انسانیت کا خون ہو گیا اور اگر ایک انسان کی جان بچائی گئی تو گویا جملہ انسانیت کا بچاؤ ہوگیا۔

اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں — موضوعِ سخن قتلِ مومن ہے ایسا قتل جس کا ارتکاب بالعمد یا بالارادہ ہو۔ قرآن حکیم میں اس کے لئے نہایت سخت وعید ہے۔

" اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کر ڈالے گا تو اس کی سزا جہنم ہے۔ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ اور اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور ہم اس کے لئے دردناک سزا کا سامان کریں گے (سورہ النساء ۹۲)" اس موضوع سے ملتا جلتا حدیث میں ارشاد ہے۔ سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر۔ (مسلمانوں کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کفر ہے۔)

مجھے اعتراف ہے کہ میں نہ دین کا عالم ہوں نہ فقیہہ۔ چند سال ہوئے قرآن حکیم کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کی تھی۔ اسی اثنا میں مندرجہ بالا آیت مبارکہ پر پہنچ کر ذہن رک گیا۔ اور آج تک اس پر کافی سوچ بچار کر چکا ہوں۔ چند ایک علماء کرام اور کم از کم پچاس ساٹھ پڑھے لکھے اصحاب سے اس مضمون پر مفصل بات چیت کی۔ علماء کرام کی جانب سے ہمدردی اور اطمینان بخش رویہ کا اظہار ہؤا اور دوسرے اصحاب میں سے صرف ایک صاحب ایسے تھے۔ جنہوں نے یہ فرمایا کہ یہ آیت ان کے نزدیک محل غور و خوض تھی۔ مگر ایسی واضح شکل میں نہ تھی جیسی میں نے ان کی خدمت میں بیان کی۔ بہ الفاظ دیگر انہوں نے یہ اعتراف کیا کہ زندگی میں پہلی مرتبہ ان کا تعارف اس آیت کریمہ سے ہؤا۔ میں نے خود اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ اس اتفاق حسنہ کی بدولت کہ ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہؤا۔ بچپن سے مسجد میں جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ پھر آج تک بے شمار وعظ سنے۔ قرآن پاک کے درس میں شریک ہونے کی توفیق ہوئی۔ میرا خاص شغل کتابوں کا مطالعہ خصوصاً اسلامی تاریخ اور دینی کتب کا مطالعہ رہا۔ آج تک اس مضمون کی مجملاً یا تفصیلاً کسی واعظ، مقرر یا مضمون نگار نے اس نفسِ مومن کی حرمت کو اپنے اظہار خیال کا اجمالاً یا تفصیلاً موضوع نہیں بنایا۔ جب اس حقیقت کو قرآن پاک میں پڑھا تو دم بخود رہ گیا۔ اور ایک عرصہ تک سکتے کا عالم رہا کہ خدایا ایسے احکام کی موجودگی میں یہ کیسے ممکن ہے کہ صدیوں تک ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اور ایک مسلمانوں کا گروہ دوسرے مسلمانوں کے گروہ کا ناحق قتلِ عمد کرتا رہا اور ان کے ضمیر میں خلش تک محسوس نہ ہوئی۔ دور کیوں جایئے دیکھئے اس وقت خود اپنے پاکستان میں کیسی بے دردی سے ایک مسلمانوں اٹھتا ہے اور چشم زدن میں دوسرے مسلمان کی ناحق جان لے لیتا ہے اور اس طرح اپنے آپ کو ایسی سزا کا مستحق بناتا ہے کہ اس سے زیادہ سخت اور المناک سزا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس آیت مبارکہ کا مطلب میرے خیال میں یہ ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے

(باقی صہ پر)

بحث و مذاکرہ

دستور اسلامی کے خدوخال

چند ضروری آئینی تجاویز

محمد اکرام الحق علوی لا رکالج ہوسٹل لاہور

یہ ہماری بدقسمتی ہی ہے کہ اسلام پسند اسلامی نظام کے نفاذ کا نعرہ لگاتے ہیں ویسے وہ کون سا اسلام نافذ کریں گے ان کا چہرہ مبارک دیکھنے سے باآسانی سمجھ میں آ سکتا ہے۔

آج کل کے ان اسلام پسندوں نے بزرگانِ دین کے خلاف اپنی خرافات اور ملک و ملت کے خلاف اپنی سازشوں اور اسلام پر اپنی نشترزنی پر پردہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کی مہم شروع کر رکھی ہے۔ اسلام میں اگر یہ مخلص ہوتے تو سرمایہ دار سے کہتے تیرے کارخانے یا تیری دکان، یا تیری مل یا تیری زمین میں ہل چلانے والے کسی بھی ملازم کی تنخواہ اس کی روٹی کپڑا اور مکان کی ضروریات کو پورا کرنے سے کم نہ ہونی چاہیئے۔ گورنمنٹ سے درخواست کرتے کہ ایک ایسا آرڈیننس نافذ کرے کہ کسی بھی سرکاری ملازم کی تنخواہ اس کی ضروریات زندگی کو پورا کر سکنے سے کم نہیں ہونی چاہیئے اس وقت حقیقتِ حال یہ ہے کہ ایک درجہ چہارم کے ملازم کی تنخواہ ۷۰ سے ۸۰ روپے تک ہے جبکہ بقول مفتی محمد شفیع صاحب خرچ ۲۲۰ سے ۲۶۰ روپے ماہانہ تک ہے مگر یہ کرسی کے حصول کا انتظار آڑے آرہا ہے

یہ وقت ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان اپنے فرائض کو سمجھیں اور ادا کریں، وقت کی پکار پر کان دھریں۔ اگر ہم نے دینِ اسلام کو پسند و ناپسند کے پُر فریب داموں تک محدود کر دیا تو اللہ تعالےٰ اپنے دین کی حفاظت کے لئے کوئی اور قوم بھیج دے گا۔ آئیے اور مل کر مطالبہ کریں کہ فوری طور پر اسلامی آئین نافذ کر دیں جس میں مندرجہ ذیل دفعات یا تبدیل کر دی جائیں یا بڑھا دی جائیں:-

۱ دستور کے تمام حقوق بعینہٖ بحال رکھے جائیں مگر وہ قرآن وسنت کے مطابق ہوں — (SUEIECT (TO QURAN&SUNNA)

قرآن و سنت سے مراد مسلمہ اسلامی فرقوں کی متفقہ تشریح ہوگی۔

اسلامی فرقہ سے مراد اللہ تعالےٰ کی وحدانیت، محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت اور خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختمِ نبوت، قرآن کی صداقت، سنّت کی حجت اور حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد ہر قسم کے مدعی نبوت کے کذّاب ہونے پر یقین رکھنے والے فرقے مراد ہوں گے۔

۲ صدر مملکت کا انتخاب بھی دستور کے مطابق ہو مگر مسلمان کی تعریف اسلامی فرقوں کی تعریف کے مطابق ہوگی جو حقوق کے باب میں بیان کی گئی ہے۔

۳ صدر حکومت کیلئے بھی مسلمان ہونا ضروری ہوگا۔

۴ قومی اسمبلی کا انتخاب جداگانہ طریقِ انتخاب پر ہوگا۔

۵ خواتین ووٹر صرف خواتین امیدوار کو ووٹ دے سکیں گی۔

۶ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات بھی ایک آدمی ایک ووٹ اور جداگانہ طریقِ انتخاب پر ہوں گے نیز صوبائی اسمبلیوں کے لئے بھی خواتین ووٹرز صرف خواتین امیدوار کو ووٹ دے سکیں گی۔

۷ صدر پاکستان صوبائی اسمبلی کی رکنیت حاصل کر سکنے کے قابل مسلمان مرد کو صوبائی گورنر بنا سکیں گے۔

۸ صوبائی گورنر صوبائی اسمبلی کی اکثریتی پارٹی کے مسلمان قائد کو حکومت کی تشکیل کی دعوت دیں گے۔

۹ وزیر اعظم جو کہ اسمبلی کی اکثریتی پارٹی میں مسلمان قائد ہوگا۔ اپنی مدد کے لئے ایک وزارتی کیبنٹ تشکیل دے گا۔

۱۰ صدر مملکت وزیر اعظم کے مشورہ کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

۱۱ اسمبلی کے سپیکر، ڈپٹی سپیکر وغیرہ کے لئے بھی مسلمان ہونا ضروری ہوگا۔

۱۲ گورنر بھی صوبائی چیف منسٹر کے مشورہ کے مطابق اپنے فرائض سرانجام دے گا۔

۱۳ گورنر یا صدر مملکت کو کسی بھی حالت میں قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی برخواست کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا۔

۱۴ صدر مملکت اور گورنر عدالتی جوابدہی سے مستثنیٰ نہ ہوں گے۔

۱۵ آئین کے نفاذ کے دن سے تمام سابقہ قوانین جو قرآن و سنّت کے خلاف ہوں ختم تصوّر ہوں گے اور ان قوانین کے تحت زیرِ سماعت مقدمات قرآن و سنّت کے تحت فیصل ہوں گے۔

۱۶ خواتین اراکین اسمبلی کے علیحدہ اجلاس ہوا کریں گے جو زیر غور امور کے بارے میں سپیکر اسمبلی کو اپنے فیصلے سے مطلع کیا کریں گی اور دو خواتین اراکین کا ووٹ ایک مرد رکن کے ووٹ کے برابر متصوّر کیا جائے گا۔ اور اس طرح زیر غور امور کے بارے میں مجموعی اسمبلی کا فیصلہ قومی یا صوبائی اسمبلی کا فیصلہ متصوّر ہوگا۔

۱۷ مرد اراکین کے اجلاس کی طرح خواتین اراکین کے اجلاس کی صدارت کے لئے بھی سپیکر خاتون رکن ہوگی۔

۱۸ کوئی غیر مسلم وزیر نہ بن سکے گا۔ غیر مسلمان باشندگانِ مملکت کے لئے قانون بنانے کے لئے غیر مسلمان اراکینِ اسمبلی کی رائے کو حرف آخر سمجھا جائیگا۔

۱۹ جو عوامی مجلس شوریٰ یا جمہوری ایوان انتخاب صدر کا مجاز ہوگا وہی صدر کو اسی طریق سے جس طریق سے اسے منتخب کیا گیا تھا معزول کر سکے گا۔

۲۰ ارکان و عمال حکومت اور عام شہریوں کے محاسبہ کے لیے ایک جیسے قوانین نافذ ہوں گے۔

۲۱ قانونی مواخذہ کے دوران متعلقہ

گورنر یا صدر اس وقت تک کے لئے اپنے عہدہ سے برخواست رہیں گے جب تک متعلقہ معاملہ پر عدالت فیصلہ صادر نہیں کر دیتی ۔ صدور فیصلہ کے بعد صدر کے خلاف فیصلہ کی صورت میں صدر عہدہ صدارت سے برطرف متصور کیا جائے گا ۔

۲۲ اگر انتظامیہ یا مقننہ اپنے حدود سے تجاوز کرے تو باشندگان مملکت ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکیں گے

۲۳ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں ججوں کے تقرر کے لئے صرف مسلمان افراد کا انتخاب کیا جائے گا ۔

۲۴ مقننہ کو کسی بھی صورت میں قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوگا ۔

۲۵ صدر مملکت یا گورنر کوئی ایسا آرڈی ننس جاری کرنے کے مجاز نہ ہوں گے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو ۔

۲۶ اسمبلی کو ایسی صورت میں قانون سازی کا اختیار ہوگا جبکہ دو مسلمان فرقوں کے نزدیک قرآن و سنت کی تشریح میں کوئی اختلاف ہو اور وہ مختلف فرقوں سے متعلق ہوں ۔

۲۷ کسی بھی اسمبلی کو کوئی ایسا مالیاتی بل پاس کرنے کی اجازت نہ ہوگی جس میں کسی بھی سرکاری ملازم کی تنخواہ اس کی ضروریات زندگی کو پورا کر سکنے کی کفیل نہ ہو ۔

۲۸ صوبائی اسمبلی کو مالیاتی بل میں بے روزگار افراد کے لئے وظیفہ کا انتظام کرنا ہوگا تاوقتیکہ انہیں ملازمت نہیں مل جاتی ۔

۲۹ ایسے طلبہ کے لئے جن کے سرپرست کی آمدن صرف اسقدر کہ وہ ضروریات زندگی ہی کی کفیل ہو تو ان کے لئے بھی تعلیمی وظائف مقرر کئے جائیں اس طرح کہ وہ روٹی کپڑا مکان کے لئے اپنے سرپرست کے محتاج نہ ہوں ۔

۳۰ تعلیمی اداروں میں داخلہ کا معیار صرف یونیورسٹی یا بورڈ امتحان میں قابلیت ہونا چاہیئے ۔

۳۱ اسمبلی کو اسلامی حکومت کی ہدایت آمدنی کے مطابق بیت المال کے لئے آمدن حاصل کرنے کے لئے قانون بنانا چاہیئے ۔

۳۲ اسمبلی کوئی ایسا قانون منظور کر سکنے کی مجاز نہ ہوگی جس میں عام شہری اور صدر مملکت کی تنخواہ میں ایک اور دس سے زیادہ فرق کی گنجائش مہیا کی گئی ہو ۔

۳۳ تمام ایسے اخراجات کی حوصلہ شکنی کی جائے گی جس میں قومی دولت کا ضیاع ہوتا ہے اور جس کا مقصد محض نمود و نمائش ہوگا خواہ اس کی کوئی بھی صورت ہو ۔

۳۴ مختلف فرقوں کے دینی مدارس کو متعلقہ فرقوں کے سرکردہ رہنماؤں کے بورڈ کے تحت منظم کر دیا جائے گا ۔ اور اس کی سند کو بھی قانونی طور پر تسلیم کیا جائے گا ۔

۳۵ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں ۔

۳۶ صوبوں کو مرکز سے علیحدگی کا اختیار حاصل نہ ہوگا ۔ مغربی پاکستان کے ون یونٹ سے قبل کے صوبے بحال متصور ہوں گے ۔

۳۷ صوبوں کو صرف اس قدر صوبائی خود مختاری حاصل ہوگی کہ مرکز کو اپنے فرائض ادا کرنے میں رکاوٹ نہ پیدا کر سکیں اور ہر صوبے کا زرمبادلہ متعلقہ صوبے پر ہی خرچ ہونا چاہیئے ۔

۳۸ مرکز اور صوبے یا صوبے اور صوبے یا مرکز ، صوبہ اور صوبہ میں اختلاف کی صورت میں سپریم کورٹ کا فیصلہ تسلیم کیا جائے گا ۔

۳۹ جداگانہ طریق انتخاب رائج کیا جائیگا ۔

۴۰ محکمہ عدلیہ محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں بحیثیت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو سکے ۔ اس کے لئے عدلیہ کے ججوں کے تقرر کا اختیار بھی عدلیہ ہی کو حاصل ہونا چاہیئے ۔

۴۱ دستور کی کوئی ایسی صورت معتبر نہ ہوگی جو قرآن سنت کے خلاف ہوگی ۔

آخری بات

تمام نہاد مسلمان اسلام پسندوں کے گروہ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ مخلص ہیں تو انہیں اسلامی آئین کے نفاذ کا مسئلہ انتخابات سے قبل طریق بالا کے مطابق حل کر لینا چاہیئے تاکہ آئندہ قومی اسمبلی کے انتخابات کے بعد فوری طور پر عوامی جمہوری حکومت قائم ہو سکے ۔

ہمارے ملک کے سیاستدان اگر اس ملک میں اقتصادی ، ثقافتی انقلاب لانے کے خواہش مند ہیں تو انہیں صدر مملکت سے گذارش کرنا چاہیئے کہ موجودہ دستور کو ترامیم بالا کے ساتھ نافذ کر دینا چاہیئے ۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ وہ لوگ جو کبھی خوف تردید سے بدک اٹھتے ہیں کبھی علماء کے بائیس نکات کی عملی حیثیت کا انکار کرتے ہیں ۔ وہ لوگ کبھی علماء کو گولی سے اڑا دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو کبھی اسلام میں لادینیت کی پیوندکاری کرتے ہیں ۔ وہ جو کبھی اسلام پسندوں کا روپ دھارتے ہیں اور کبھی متشدد مجنون کا بہروپ بھرتے ہیں وہ جو کبھی علماء کے اختلاف کا بھونڈا سہارا لیتے ہیں تو کبھی علماء کو باہمدگر بغل گیر دیکھ کر تمسخر اڑاتے ہیں وہ جو کبھی اسلام کو ناقابل عمل قرار دیتے ہیں تو کبھی قرآن و سنت کے دستور کا نفاذ چاہتے ہیں جن کے افکار و نظریات حصول اقتدار کے لئے بدلتے رہتے ہیں ۔ ملک میں اسلامی ثقافتی انقلاب کے نفاذ کے لئے صدر مملکت سے گذارش کریں گے کیونکہ اس طرح ان کی صداقت سیاسی عزت اور سیاسی وقار خاک میں مل جائے گا ، اگر ایسا نہیں تو ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین ۔

ایک انقلابی اقدام

جامعہ عبیدیہ اور ولی اللہ کالج کا قیام

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے ۱۵ر مارچ ۱۹۴۴ء کو "ولی اللہ کالج" قائم کرنے کا پروگرام شائع کیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ نوجوانوں کو ایک ہی درسگاہ میں علوم اسلامیہ، علوم جدیدہ اور امام ولی اللہ دہلوی کے انقلابی فکر کی تعلیم دی جائے اور انہیں ہر لحاظ سے جامع بنایا جائے۔ ایسے نوجوانوں ہی سے توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ مسائل حاضرہ کو سمجھیں گے اور ملک کا نظام صحیح خطوط پر چلائیں گے اور صحت مند معاشرہ قائم کریں گے۔ اُن کا خیال تھا کہ جب تک ایسے جامع نوجوان تیار نہ کئے جائیں کوئی انقلاب نہ برپا کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے چلایا جا سکتا ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے یہ کالج قائم کرنے اور اسے چلانے کے لئے "ولی اللہ سوسائٹی" لاہور کی بنیاد بھی رکھی۔ یہ سوسائٹی اشاعتی کام تو کرتی رہی مگر ضروری اسباب مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کالج قائم نہ کر سکی۔ اب کچھ اسباب جمع ہو چکے ہیں۔ اس لئے سوسائٹی نے جامعہ عبیدیہ اور ولی اللہ کالج وغیرہ قائم کرنے کا پروگرام پیش کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس مقصد کو کامیاب کرے۔ قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں سوسائٹی کی ہر ممکن معاونت فرمائیں۔

(ادارہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عنایت کے تحت دور حاضر کے مسائل حل کرنے اور اس دور میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے حکیم الامت امام ولی اللہ دہلویؒ (۱۷۰۳-۱۷۶۲) کے ہاتھوں دینِ اسلام کی حکمت اور انقلابی تجدیدی فکر پیش کیا۔ لیکن عموماً یہ فکر مسلمانوں کی بے اتفاقی کا شکار رہا اور کسی قدیم یا جدید درس گاہ نے اس انقلابی فکر کی تدریس کا کوئی انتظام نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان درسگاہوں سے فارغ ہونے والے حضرات میں نہ جامعیت پائی جاتی ہے اور نہ ان میں اتحادِ فکر ہوتا ہے، اور وہ سب ایک دوسرے کو سمجھنے اور مل کر کام کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ چونکہ وہ خود انتشار فکری میں مبتلا ہیں۔ اس لئے عوام میں بھی شدید اختلاف و افتراق پایا جاتا ہے

ربوبیت الٰہیہ کا ایک اور احسان ہم پر یہ ہوا کہ بقول علامہ اقبالؒ
"پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے"

ایک نو مسلم بزرگ امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ (۱۸۷۲-۱۹۴۴ء) کی صورت میں ظاہر ہوئے آپ نے انقلابی طبیعت پائی تھی۔ چنانچہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے توسط سے آپ نے امام ولی اللہ دہلویؒ کے انقلابی تجدیدی فکر کو حاصل کیا اور اس میں رسوخ پیدا کیا۔ پھر اس فکر کو غلبہ اسلام کی خاطر اپنی انقلابی تحریک کی بنیاد بنایا اور اس کے داعی بنے اور بقول خود۔

"اس کے ساتھ یورپ کی سیاحت نے امام ولی اللہ کی حکمت کا نیا باب پڑھا دیا جسے اقتصادیات و اجتماعیات یا سیاسیات کہا جاتا ہے۔" نیز فرماتے ہیں کہ "اگر ایک دماغ اس فکر پر محیط ہو جائے تو وہ آج بھی قرآنی تعلیم کو دنیا کی بین الاقوامی رہبری میں امام سمجھ سکتا ہے اور یہ بھی مان لے گا کہ دوسرا کوئی پروگرام اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حجۃ اللہ البالغہ کی روح یہی مسئلہ ہے جسے بحمدہٖ تعالیٰ اس سیاحت میں ہم بخوبی سمجھ سکے۔"

آپ ۲۴ برس باہر رہنے کے بعد ۱۹۳۹ء میں اس غرض سے واپس وطن تشریف لائے کہ نوجوانوں کو اس انقلابی فکر کی طرف متوجہ کریں۔ تاکہ وہ اسے آزادی ملنے کے بعد نظام نو کی بنیاد بنائیں۔ چنانچہ پہلے آپ نے اس فکر کی تدریس کے لئے مختلف مقامات پر "بیت الحکمت" قائم کئے اور پھر اپنی زندگی کے آخری ایام میں ۱۵ر مارچ ۱۹۴۴ء کو "محمد قاسم ولی اللہ سوسائٹی لاہور" کی بنیاد رکھی۔ جس کا نام اب ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور ہے اور اس کے زیر اہتمام علوم اسلامیہ حکمت ولی اللہی اور علوم جدیدہ کی تعلیم و تدریس کے لئے ایک کالج قائم کرنے کا پروگرام شائع کیا۔ تاکہ ان کے امتزاج سے جامعیت کے حامل نوجوان پیدا کئے جائیں اور وہ ملک و ملت کی بہتر رہنمائی کر سکیں۔ اس طرح قدیم و جدید کے نزاع کو بھی ختم کیا جائے۔

اصل میں یہ امام ولی اللہ دہلویؒ کے مسلک کی خصوصیت تھی کہ وہ ملت اسلامیہ کے اختلاف و افتراق کو دور کرنا چاہتے تھے اور قدیم کو ساتھ لے کر جدید راستوں پر چلنے کے داعی تھے۔ مگر راہ اعتدال کو پسند کرتے تھے۔ انہیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روحانی طور پر یہ القا بھی ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تمہارے ذریعے اُمت مرحومہ کے منتشر اجزا کو جمع کر دے گا" (فیوض الحرمین مشاہدہ ۳۱)۔ چنانچہ آج ہماری ملت کی سب سے بڑی ضرورت یہی ہے اور ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور اسی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ مذکورہ بالا کالج کے پروگرام میں لکھتے ہیں۔

"بیت الحکمت کی حقیقت سے واقف ہونے کے بعد کالج کی سکیم بآسانی ذہن نشین ہو سکتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بیت الحکمت کے لئے طالب علم ملیں اور بکثرت ملیں جن میں یہ تین صفتیں ضرور ہوں۔

(۱) وہ فلسفہ سے مناسبت رکھتے ہوں۔

(۲) وہ آج کے انقلابی یورپ کو سمجھنے کی استعداد رکھتے ہوں۔

(۳) وہ شاہجہاں آباد کے تاریخی علوم بھی پڑھ چکے ہوں (وہی علوم دارالعلوم دیوبند کا نصاب ہیں۔)

تاکہ امام ولی اللہ دہلویؒ اور ان کے مشائخ کی اصطلاح کو صحیح طور پر سمجھ سکیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملک کی نئی اور پرانی تعلیم گاہیں اس قسم کے طالب علم مہیا نہیں کر رہی ہیں۔ اس لئے ہمیں بیت الحکمت کی تعمیر کے لئے اس قسم کی تعلیم گاہ کا خود ہی اہتمام کرنا ہوگا۔ ہمارا خیال ہے کہ اس ضرورت کو لاہور میں اپنا مخصوص کالج کھولے بغیر پورا نہیں کر سکتے۔"

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (لاہور) اب تک امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر و فلسفے اور حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی تشریحات کی نشر و اشاعت کا کام حسب استطاعت سر انجام دیتی رہی ہے اور اس عزم کو سینے میں لئے رہی ہے کہ جب بھی حالات سازگار اور اسباب مہیا ہو جائیں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی اس خواہش یعنی "ولی اللہ کالج" کے قیام کو بھی پورا کیا جائے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد مختلف جماعتوں کے فکری انتشار کے افسوسناک نتائج کے پیش نظر یہ ضرورت اب اور بھی شدید ہو گئی ہے کہ ایک ایسی جامع درسگاہ کے قیام سے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا جائے اور ایک بلند نصب العین دے کر نئی قیادت پیدا کی جائے جو ملک و ملت کی صحیح رہنمائی کر سکے۔

آخر ۲۷ برس کے بعد ۱۹۷۰ء میں جبکہ بحران شدید ہو چکا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے خزانۂ غیب سے کچھ اسباب جمع کر دیئے ہیں اور بعض اہل عزم و ہمت اصحاب کو اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اس قسم کی جامع درسگاہ کا قیام عمل میں لانے کے لئے تعاون کریں۔ چنانچہ لاہور کے ہمارے ایک محترم دوست کو جب وقت کی اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی گئی تو انہوں نے اشارہ غیبی کے تحت بلا پس و پیش ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے لئے قطعات اراضی بمقام "فاروق نگر" نزد ریلوے سٹیشن مسن کالر، ضلع شیخوپورہ (لاہور سے ۹ میل) وقف کرنے کا اظہار فرمایا۔ ان قطعات پر جامعہ عبیدیہ مع بیت الحکمت و امام ولی اللہ اکیڈمی، ولی اللہ کالج، ولی اللہ سکولز، ولی اللہ لائبریری، ولی اللہ سائنس لیبارٹری، عبیدیہ مرکز تعلیم بالغان، عبیدیہ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ، عبیدیہ ہسپتال، عبیدیہ ہوسٹل، ولی اللہ سوسائٹی کوآپریٹو سٹورز، جامع مسجد فاروقیہ اور دیگر علمی، تحقیقی، اشاعتی اور صنعتی اداروں کا قیام عمل میں آئے گا۔ چنانچہ انہوں نے جامع مسجد فاروقیہ اور ولی اللہ سکولز (برائے طلبہ و طالبات) کے لئے تین قطعات اراضی جو قریباً ۱۲½ کنال پر مشتمل ہیں، مرحمت فرما دیئے ہیں اور اس سلسلے میں وقف نامہ کی باقاعدہ رجسٹری ۱۵ر جون ۱۹۷۰ء کو ہو چکی ہے۔ باقی اداروں کے لئے بھی قطعات اراضی مخصوص کئے جا رہے ہیں۔

فوری پروگرام یہ ہے کہ پہلے ولی اللہ سکولز کی عمارات کو مکمل کر لیا جائے اور ان میں کام کی ابتدا کر دی جائے۔ اس کے ساتھ جامع مسجد فاروقیہ کی تعمیر شروع کر دی جائے۔ علامہ محمد صدیق ولی اللٰہی (فاضل دیوبند، تلمیذ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ) کو جامع مسجد فاروقیہ کا امام و خطیب مقرر کیا گیا ہے اور وہ وہاں مقیم ہو گئے ہیں۔ ولی اللہ سکولز کے مہتمم شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی، جنرل سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور (سابق معتمد خصوصی حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ) ہوں گے اور ان کے زیر اہتمام حکمت ولی اللٰہی کی تدریس کے لئے تعلیم یافتہ حضرات کے لئے کلاسز بھی جاری کر دی جائیں گی۔ جن میں امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر و فلسفے کا مطالعہ جدید سائنس اور فلسفے کے ساتھ ساتھ کرایا جائے گا۔ بچوں کے لئے پہلے مڈل اور ہائی کلاسز اور پھر پرائمری کلاسز بھی جاری کر دی جائیں گی۔ ولی اللہ کالج اور سکولز کی خصوصیت یہ ہوگی کہ ان میں مروجہ نصاب تعلیم کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ کی خاص طور پر تدریس کا انتظام کیا جائے گا، بلکہ نصاب مروجہ کے مضامین کو بھی اسلام کے رنگ میں رنگ کر پڑھایا جائے گا۔ قرآن حکیم کی خصوصی تعلیم دی جائے گی۔ سائنس اور دیگر علوم جدیدہ بھی نئے رنگ میں پڑھائے جائیں گے اور ٹیکنیکل ٹریننگ کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ بچوں کی اخلاقی و روحانی تربیت، جسمانی ورزش، صحت و صفائی، سادگی اور پاکیزگی کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا۔ نماز سب کے لئے لازم ہوگی یہ سب کچھ امام ولی اللہ دہلویؒ کی حکمت کی روشنی میں کیا جائے گا اور نوجوانوں پر اس کا خاص رنگ چڑھانے کی کوشش کی جائے گی۔ (انشاء اللہ) جو ملک کی تمام نئی اور پرانی درسگاہوں سے ممتاز ہوگا۔ ہوسٹل کی تعمیر کے بعد باہر سے آنے والے طلبہ کے قیام کا بھی بندوبست کیا جائے گا۔ تاکہ سارے ملک کو فائدہ پہنچے۔

ایسے ہی ولی اللہ کالج میں ڈگری کلاسز جاری کی جائیں گی اور ان میں علوم مروجہ کے ساتھ ساتھ علوم اسلامیہ اور حکمت ولی اللٰہی کی تدریس کا خصوصی اہتمام کیا جائے گا۔ بی۔ اے کرنے کے بعد طلبہ جامعہ عبیدیہ اور بیت الحکمت میں داخل ہوں گے جسے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

درس قرآن

اللہ کا دین بہت بڑی نعمت ہے

از : حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ــــــ مرتّبہ : محمد عثمان غنی

(۸)

مَیں مثال ـــــ پر عرض کر رہا تھا کہ زمانۂ سابقہ میں ہمارے تقریباً جتنے سلاطین گذرے ہیں اُن کے دل میں دین کی محبت، دین کا احترام، دین کی پابندی اس حد تک زیادہ تھی کہ وہ دین کو وجۂ افتخار سمجھتے تھے۔ یعنی یہ نہیں کہ شرماتے تھے کہ ہم مسلمان کیوں ہیں؟ ہم مسلمان کہلانے پر شرم محسوس کریں۔ نہ، نہ، وہ مسلمان بننے پر فخر کرتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ اُن لوگوں کو قابل احترام سمجھتے تھے جو دینِ اسلام کے معاون اور محافظ ہیں۔ آخر دیکھئے اللہ تعالےٰ کے بندوں پر بہت سی نعمتیں ہیں، لیکن سب سے بڑی نعمت "دین" ہے۔ یعنی یہ جو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اللہ نے ہم کو نصیب فرمایا۔ یہ دنیا میں کسی اور امّت کو نصیب نہیں ہوا اور یہ اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ کا دین بہت بڑی نعمت ہے۔ اور پھر دین کو سمجھنے کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے، علومِ نبوّت، وہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قرآن مجید نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے احسان جتاتے ہوئے فرمایا ــــ

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ہ (النسآء ۱۱۲) اے میرے حبیبؐ! مَیں نے آپؐ پر کتاب اتاری، آپؐ پر حدیث اتاری۔ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ ــــ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط۔ مَیں نے آپؐ کو وہ علومِ نبوّت سکھائے۔ جو آپؐ نہ جان سکتے۔ ہمارے جتنے علوم ہیں، علوم قرآن، علوم حدیث اور متعلقات ہم ان سب کو مستنبط من الوحی سمجھتے ہیں۔ ہمارے علوم کے مدوّن کرنے والے وہ اللہ کے ولی، پاکباز، پاکدامن لوگ گذرے ہیں جنھوں نے اپنی زندگیاں خرچ کیں اور علومِ اسلامیہ کو مدوّن کرکے امّت کے سامنے پیش فرمایا۔

اب جس طبقے کو علومِ نبوّت عطا ہوں گے ان پہ اللہ کا بڑا فضل ہوگا۔ جن کو علوم نبوّت عطا ہوئے، جن کو اللہ نے قرآن کی سمجھ دی، جن کو اللہ نے فقہ کی سمجھ دی، جن کو اللہ نے اسلامی تصوّف سے مشرّف فرمایا۔ وہ واقعی اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمت سے ہمکنار ہیں۔ پہلے اوقات کے سلاطین اس نعمت کی بھی قدر کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ یہ نعمت جو ہے یہ ہماری بقا کا بھی باعث ہے۔

ایک تاریخی بات سن لیجئے ــــ "مَلِکُ العُلَماء" گذرے ہیں دولت آبادی برصغیر میں، بہار وغیرہ کے علاقے ہیں، جنھوں نے قرآن مجید کی تفسیر لکھی ہے فارسی میں۔ آپ بیمار ہوئے ــــ اور یہ زمانہ ہے سلطان ابراہیم کا، جو اس علاقے کا بادشاہ تھا، یہ ۸۴۰ھ کا واقعہ ہے۔ سلطان کو علم ہوا، کہ ملک العلماء بیمار ہیں۔ یہ لقب سلطان نے دیا تھا ــــ کہ عالموں کا بادشاہ ہے ــــ تو ملک العلماء کے پاس سلطان ابراہیم آیا عیادت کے لئے، وہ جانتا تھا کہ سب سے بڑی نعمت مسلمان کے لئے کیا ہے؟ دین ــــ اور دین کے محافظ کون ہیں؟ عالمِ دین، تو اس نے دیکھا کہ آپ کی طبیعت ناساز ہے۔ پانی کا پیالہ بھرا اور آپ کے سر پر پھیر کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! اگر تیرے نزدیک مَلِکُ العلماء کی زندگی قریب الختم ہے تو اللہ! میری درخواست کو قبول فرما، مجھے ان کی جگہ اٹھا لے اور میری زندگی ان کو دے دے ــــ کیوں؟ میرے چلے جانے کے بعد مجھ جیسے اور کئی سلطان اس کرسی پر بیٹھنے والے ہیں، جسے بٹھا دو وہ کرسی چلا لیتا ہے لیکن عالمِ دین پیدا ہونا، ملک العلماء جیسا یہ کارے دارد ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ وَر پیدا

اللہ مسلمانوں کو ان دیدہ وروں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ اپنے قہر سے مسلمانوں کو بچائے ــــ یہ کیا جانیں؟ جن قلوب میں اللہ کا نور برستا ہو، جن دماغوں میں قرآن کی تلاوت برستی ہو جو اللہ تعالیٰ کی تجلّیات سے مشرّف ہوتے ہوں، ان کے صبر اور تحمّل کا امتحان نہیں لینا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہر چیز پہ قادر ہے۔

جس وقت حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا یَآاَیُّھَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تُفْلِحُوْا اے لوگو! لا الٰہ الا اللہ پڑھو، تم کامیاب ہو جاؤ گے ــــ یہ وہی اعلانِ حق تھا۔ جو حضور نبیٔ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے سب نبی لگایا کرتے تھے۔ تو مکے والوں نے جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو جانتے تھے کہ یہ دُرِّ یتیم (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی پیدائش سے چند ماہ پہلے ہی والد ماجد دنیا سے جا چکے ہیں، ماں بھی بچپن میں فوت ہو چکی ہے، دادا بھی دنیا سے جا چکا ہے اور اس کا کوئی ہمنوا نہیں ہے، یہ کیا دعویٰ کر رہا ہے کہ "تم کامیاب ہو جاؤ گے" ہمیں یہ کہتا ہے کہ تم سب کچھ چھوڑ دو، گانا بجانا چھوڑ دو، بُت پرستی چھوڑ دو، زنا چھوڑ دو، جھوٹ چھوڑ دو۔ سب کچھ ہم سے چھڑاتا ہے اور کہتا ہے تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ اِنَّکَ لَمَجْنُوْنٌ ط او دیوانے! (نعوذ باللہ) تو دیوانہ ہے، تو یہ ساری قدریں ہم سے چھڑاتا ہے۔ صرف ایک اللہ کے نام پر ہماری محنت لگاتا ہے، ہمیں تو کہتا ہے صرف اللہ کو اپنا لو، اللہ کو قبول کر لو اور باقی سب کچھ چھوڑ دو، یہ تو بڑی عجیب سی بات ہے! قرآن نے ان سب باتوں کا

جواب دیا اور بتایا کہ نہیں، دیکھو، تم اللہ کے نبیؐ کی باتوں کے ساتھ استہزا نہ کرو، تم اللہ کے نبیؐ کی بات کو سمجھو اور عقلمند اسی کو کہتے ہیں جو بات کو سمجھ جائے اور جو بات کو نہ سمجھ سکے وہ عقل مند نہیں ہے — بات تو حیوان بھی سُن لیتے ہیں، بلکہ کچھ سمجھ بھی لیتے ہیں۔ حیوانوں کو ہم نے جو کچھ اشارات بنائے ہوتے ہیں وہ کچھ سمجھ بھی جاتے ہیں۔ لیکن بات کو سمجھ کر اس کو قبول کر لینا، اس پر عمل کر لینا، یہ ہے سب سے بڑی سمجھ۔ اگر بات سن لی، لیکن بات کو قبول نہ کیا تو اس بات کا سننا قیامت کے دن الٹا اس کے حق میں شہادت ہوگا کہ اللہ! اس نے بات کو سُنا بھی تھا، بات کو سمجھا بھی تھا، حق بھی جانا تھا۔ لیکن عمل سے کتراتا رہا۔ تو وہ اللہ کے ہاں بہت بڑا مجرم ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: علماء کرام کے اوصاف ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں ظاہر فرمایا ہے:۔

عن ابی ذرؓ رضی اللہ عنہ اخوف ما خاف علی امتی کل منافق علیھم اللسان قال المناویؒ ای عالم بالعلم منطلق اللسان بہ لکنہ جاھل القلب والعمل فاسدۃ العقیدۃ مغر للناس بشقاشقہ و تفہجہ و تقعرہ فی الکلام قال المحشی الاخر تحت قول کل منافق علیم اللسان ای منطلق اللسان فی العلوم والفصاحۃ خال القلب من العمل بہ انما خاف صلی اللہ علیہ وسلم من امتہ منہ لانہ لفھمہ العلم یقتدی بہ الناس فیضلھم

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے سب سے زیادہ خوف اپنی امت میں علیم اللسان منافق کا ہے۔ علامہ مناویؒ فرماتے ہیں کہ مراد اس شخص سے وہ شخص ہے جو علوم میں ماہر ہو اور اس میں اس کی زبان خوب چلتی ہو لیکن قلب اور عمل کے اعتبار سے وہ بالکل جاہل ہو اور عقیدہ بھی اس کا فاسد ہو مگر لوگوں کو اپنی زبان آوری و فصاحت بیانی اور کلام کی گہرائی سے مغالطے میں ڈال رکھا ہو۔ ایک دوسرے محشی نے کل منافق علیم اللسان کے تحت لکھا ہے کہ علوم و فصاحت میں زبان چلانے والا ہو اور قلب اس کا خالی ہو اس پر عمل کرنے سے — اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں سے اپنےکی امتی کا خوف اس لئے کیا کہ اس کے علوم میں ماہر ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی اقتدا کریں گے اور وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔

بقیہ: ایک انقلابی اقدام

یونیورسٹی کا درجہ حاصل ہوگا) جہاں وہ علوم اسلامیہ میں ایم اے کی ڈگری حاصل کریں گے اور اس کے بعد علوم ولی اللہی وغیرہ میں ڈاکٹریٹ کر سکیں گے۔

غرض ان درسگاہوں کے ذریعے نوجوانوں کو جامع تعلیم و تربیت سے آراستہ کرکے ملک و ملت کی خاطر خواہ خدمت کے لئے تیار کیا جائے گا۔

پاکستان کے اہل فکر اور مخیر حضرات کا فرض ہے کہ وہ اس موقع کو غنیمت جانیں اور پچھلی غفلت کی تلافی کرتے ہوئے حکمت اسلامیہ کی نشر و اشاعت اور اس کی تدریس کے لئے ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کی ہر ممکن معاونت فرمائیں اور دل کھول کر عطیات دیں تاکہ ان اداروں کی عمارات جلد سے جلد تعمیر ہو جائیں اور پھر اصل کام شروع کر دیا جائے واللہ المستعان۔

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (لاہور) نے فیصلہ کیا ہے کہ سوسائٹی کے لئے اراکین کے علاوہ بکثرت معاونین بھی بنائے جائیں جو امام ولی اللہ دہلویؒ کے فکر و فلسفے سے عقیدت رکھتے ہوں اور اس کی نشر و اشاعت کے لئے معاونت کا عہد کریں۔ اس کے لئے "عہد نامہ معاونت" کا فارم تیار کیا گیا ہے جسے پُر کرکے سوسائٹی کے حلقہ معاونین میں شمولیت کی جا سکتی ہے۔ ایسے حضرات جو عہد نامہ رکنیت یا معاونت تو پُر نہ کریں، مگر سوسائٹی کے مقاصد سے ہمدردی رکھتے ہوں، ان کے نام اور پتے فہرست ہمدردان میں درج کر لئے جائیں گے۔

الداعیان

حضرت مولانا عبیداللہ انور (امیر انجمن خدام الدین لاہور) سرپرست۔

محمد یعقوب بی۔ اے صدر۔

شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی جنرل سیکرٹری

محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری و خزانچی ——— ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) ۲۲۳- این شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد لاہور۔

بقیہ: مومن کا قتل عمد

مسلمان کو ارادہ کرکے ناحق قتل کر دے اور اس کی جان کا بدلہ جان سے نہ دے اور نہ اس مقتول کے وارثوں کو خون بہا دے اور موجودہ قانون کے مطابق یا کسی ہوشیاری سے واقعی قاتل ہونے کے باوجود شک کی رعایت لے کر رہا ہو جائے اور پھانسی نہ چڑھے تو ایسے قاتل کی نسبت خداوند قدوس کا فیصلہ یہ ہے کہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ایسے شخص کو اللہ کے غضب، اس کی لعنت اور عذاب عظیم کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ میرا گمان ہے کہ قرآن حکیم بجز کافر اور مشرک کے اور کسی مجرم کے لیے اتنی بڑی سزا تجویز نہیں کرتا۔

ضروری اطلاع

حضرت مولانا عبدالہادی دینپوری مدظلہ العالی اتوار مورخہ ۲۶ رجولائی کو مری سے واپس دین پور تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ سخت علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

بقیہ: اسلام اور ایمان کیا ہے

و بے وفائی اور غداری نہیں کر سکتا مخلوق کے ساتھ غداری اور بدعہدی تو وہی شخص کرتا ہے جو خالق کا وفادار فرماں دار نہیں ہوتا۔

یہ تمام امور ہندوستانی مزاج اور انسانی فطرت کے بالکل موافق تھے۔ ہندوستانی قوم جب اس حقیقت سے واقف ہوئی تو سمجھدار سنجیدہ لوگوں نے بخوشی گرم جوشی کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ اس میں نہ ان کی بزدلی اور کمزوری کو کوئی دخل تھا اور نہ مسلمانوں کی بالا دستی اور زبردستی کا کوئی اثر تھا اور نہ ہندوستانی قوم اس قدر بزدل کمزور کم ظرف بے عقیدہ تھی جو دوسروں کی دھونس میں آ کر اپنے خیالات اور عقیدوں کو تبدیل کر دیتی یہ ہندوستان کی قدیم روایات کے بالکل خلاف ہے اور ہندوستانی تاریخ پر بدنما داغ ہے۔ اس کا حاصل یہ نکلا، کہ اسلام و ایمان ہندوستانی قوم کا ایک بھلایا ہوا دیرینہ سبق تھا جسے پھر سے مسلمانوں نے یاد کرا دیا۔ اور اپنی جس قدیم روش کو وہ چھوڑ چکے تھے اس پر پھر سے قائم کر دیا۔ اور یہ عین خیر خواہی ہے۔

پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ اسلام و ایمان ایک آفاقی مذہب ہے جو بیرون ہند سے آیا ہوا ہے تو یہ کوئی ضروری نہیں کہ جو چیز باہر سے آئے اس کو نظر حقارت سے دیکھا جائے اور تحقیق و تفتیش سے پہلے اس سے خطرات محسوس کئے جائیں۔ ممکن ہے کہ اپنا روشن مستقبل اور قوم کی فلاح و بہبود اسی سے وابستہ ہو۔ اور اس سے قومی یکجہتی اور انسانی مساوات کی فضا پیدا ہو جائے۔

سخت حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ مغربی تہذیب و تمدن جو دور دراز ملکوں سے آیا ہوا ہے اور ہندوستانی قدیم تہذیب و شرافت اور امتیازی خصوصیات کا یکسر خاتمہ کر رہا ہے۔ اس کا تو پرجوش استقبال کیا جائے اور اس اسلام کو خارج کیا جائے۔ جو انسانیت اور شرافت کے زرین اصول سکھاتا ہے انسان کامل بناتا ہے اور باہم بھائی چارہ قائم کرتا ہے۔ آپس کی نفرت اور بغض و عداوت کو دور کرکے ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر خواہی کا سبق پڑھاتا ہے۔ اور ایک ہزار سال سے ہندوستان کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا ہے۔

یورپ کی نقالی اور پیروی سے پہلے ہمارے لیڈروں کو اس تہذیب و تمدن کے روشن اور تاریک پہلوؤں پر بھی نظر غائر ڈال لینی ضروری ہے۔

آج یورپی ممالک میں سب کچھ مادی سازو سامان اور چمک دمک ہونے کے باوجود وہ جوہر شرافت و انسانیت مفقود اور عنقا ہے جو ہندوستان کا اصل سرمایہ تھا، اور امتیازی شان تھی۔ جس سے انسانیت چمک رہی تھی۔

یورپ کی کورانہ تقلید سے تو ملک کا دیوالہ نکل رہا ہے۔ ساری دولت سمٹ کر باہر جا رہی ہے، اور ملک روز بروز کنگال ہو رہا ہے۔

پھر اگر مذہبی بنیاد پر اسی طرح بیرونی چیزوں کو مخدوش سمجھ کر خارج کیا جائے گا۔ تو عیسائیت کو بھی نکالنا ہوگا جو ہندوستانی معتقدات کے بالکل خلاف ہے۔ اور سکھوں کو بھی نکالنا ہوگا کیونکہ ان کا تقریباً نصف حصہ پاکستان میں بٹا ہوا ہے اور ان کی مذہبی یادگاریں وہاں موجود ہیں جن سے ان کے قلبی لگاؤ کو کسی طرح نہیں توڑا جا سکتا۔

بدھ مت والوں کو بھی خارج کرنا پڑے گا کیوں کہ یہ جاپان اور نیپال سے کسی وقت ساز باز کر سکتے ہیں، اس کے بعد پھر جو فرقے ہندوستان میں رہ جائیں گے اور ان کو زور آزمائی کے ذریعہ یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اقتدار اعلیٰ کا اصل حق کس کو حاصل ہے اور کون اس کا مستحق ہے؟ اور مذہبی لڑائیوں اور خانہ جنگیوں کا وہی غیر محدود سلسلہ شروع ہو جائے گا جو اب سے ایک ہزار سال پہلے سرزمین ہند پر قائم تھا، اگر وہی دور پھر قائم ہو گیا تو انتہائی خطرناک ہیبت ناک دور ہوگا جو ملک کی کھلی تباہی اور بربادی ہے۔

اگر ہندوستان کی سالمیت اور اس کا عزو وقار قائم رہ سکتا ہے تو اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب وسعت نظر اور فراخدلی سے کام لیا جائے۔ حق و صداقت پر نظر رکھی جائے اور عزم و استقلال ہمت و جرأت کے ساتھ حالات کا رخ بدلا جائے۔ اسی سے قومیں بنتی ہیں اور سنورتی ہیں اور ترقی و عروج حاصل کرتی ہیں، اسی میں تمام فرقوں کی نجات اور بہبودی ہے، خدا کرے کہ سمجھدار طبقہ اس جانب توجہ کرے ؎

خدا نے آجتک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جسکو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

بقیہ: مولانا سید اسعد مدنی

وقفے وقفے کے بعد دوسری کاریں بھی ڈھڈیاں پہنچنا شروع ہو گئیں۔

اور تبلیغی جماعت کے ممتاز رہنما مولانا قاضی عبدالقادر، مولانا سیّد انور حسین نفیس رقم خلیفہ حضرت رائے پوری رح، حاجی فرزند علی سرگودھوی، مولانا قاری عبدالسمیع، حاجی محمد اسمٰعیل لودیانوی، حاجی سلطان احمد، حاجی محمد ابراہیم، حاجی عبدالوحید لودیانوی، اور دوسرے حضرات بھی پہنچ گئے۔

مولانا سید اسعد مدنی ڈھڈیاں پہنچتے ہی سیدھے مسجد میں گئے، وضو کیا، دو رکعت ادا کیں اور شیخ طریقت حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رح کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ آپ کافی دیر تک حضرت رائے پوری رح کے مزار پر بیٹھے محو دعا و تلاوت رہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ : اداریہ

میں جب وہ کامیاب ہو گیا تو اس نے کہنا شروع کر دیا کہ میں نے تو "مرزا صاحبان والے" کو جھوٹا کہا تھا۔

سیاسی رہنماؤں کی مصلحت آمیز پالیسی اور کذب بیانی کی موجودہ روش کے انسداد کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی علمبردار جماعتیں اس قسم کی پابندی عائد کریں کہ کوئی بھی قادیانی ان کی جماعت کا رکن نہیں بن سکتا۔ کیونکہ موجودہ صورت یہ ہے کہ کوئی بھی سیاسی جماعت یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ کوئی قادیانی ان کی جماعت میں شامل نہیں ہے۔

مسلم لیگ سے لے کر پیپلز پارٹی تک اسلام کی نام لیوا تمام جماعتوں کو اپنے دستور اور منشور میں قادیانی مسئلہ کے بارے میں دینی جماعتوں کی طرح کوئی واضح پالیسی اختیار کرنی چاہیے اور گومگو کی موجودہ روش ترک کر کے کھل کر عوام کے سامنے آنا چاہیے اور اس بات کا برملا اعلان کریں کہ وہ برسر اقتدار آ کر دوسرے مسائل حل کرنے کے ساتھ ساتھ سامراج کے پیدا کردہ قادیانی فتنہ کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیں گے۔ اور برسر اقتدار آ کر قادیانی مسئلہ کے بارے میں کسی قسم کے گریز یا فرار کی راہ اختیار نہ کریں گے۔

اسی طرح عوام الناس کا بھی فرض ہے کہ وہ ان تمام سیاسی رہنماؤں سے قادیانیت کے متعلق اطمینان حاصل کریں کہ یہ رہنما واقعی عوامی جذبات اور اسلامی تقاضوں کا حقیقی احساس رکھتے ہیں۔

حضرت دین پوری اور مولانا عبدالحق صاحب کے لئے

دعائے صحت

واہ کینٹ کے درس قرآن و حدیث منعقدہ ۲۶ جولائی کے اختتام پر حضرت شیخ التفسیر کے خلیفہ مجاز قاضی زاہد الحسینی صاحب نے دیگر دعاؤں کے ساتھ مندرجہ ذیل دعا بھی فرمائی :

"اے رب کریم! چھوٹے بڑے تمام بیماروں کو شفاء نصیب فرما۔ ہمارے حضرت دین پوری دامت برکاتہم علیل ہیں ان کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔ اللہ اس قادری خاندان کے سرپرستوں کو طویل حیات نصیب فرمائے ان کی بیماریوں کو دور فرما دے تاکہ وہ سکون قلب کے ساتھ اللہ کی مخلوقات کو ہدایت دے سکیں۔

ہمارے شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مولانا عبدالحق صاحب بھی بیمار ہیں۔ ان کی شفاء کے لئے بھی دعا کیجئے۔ اللہ ایسے علماء ربانی کو تا دیر سلامت رکھے۔ وہ دین کا بہت بڑا مرکز قائم کئے ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو صحت اور عافیت نصیب فرمائے۔　(محمد عثمان غنی)

(منتظم درس قرآن و حدیث واہ کینٹ)

سانحہ ارتحال

یہ خبر حلقہ احباب میں نہایت رنج و غم کے ساتھ سنی جائے گی کہ پچھلے دنوں جناب غلام قادر بٹ بقضائے الٰہی انتقال کر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نہایت متقی اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ ادارہ خدام الدین ان کے بھائی جناب (پروفیسر) بٹ اور اسلم بٹ صاحب سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور قارئین سے التماس کرتا ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔　(ادارہ)

بچوں کے لئے

حکومت

تحریر : سید محمد طلحہ میر

کہتے ہیں ایک دفعہ ملک روم کا بادشاہ کسی دانا کے سامنے اپنے دُکھ کا اظہار کر رہا تھا۔ تمام ملک دشمن کے قبضے میں چلا گیا ہے اور ہمارے پاس صرف ایک صوبہ باقی رہ گیا ہے۔ اس نے کہا ہماری گذر بسر تو یونہی ہو جائے گی مگر غم تو اس بات کا ہے کہ میرے بعد میرے بیٹے کا کیا ہو گا ؟

دانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بادشاہ سلامت ! آپ کو شہزادے کی کیوں فکر لاحق ہے آپ اپنی فکر کیجئے۔ شہزادہ وقت آنے پر اپنی فکر خود کرے گا۔ ہر آدمی قسمت کے ماتحت ہے۔ اگر آپ کا بیٹا ہمت اور محنت سے کام لے گا تو خود ہی تمام حکومت سنبھال لے گا۔ یہ زمین خدائے پاک کی ہے ۔ وُہ جسے حکومت کے اہل سمجھتے ہیں چند دن کے لئے اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔ شہزادہ اگر اس قابل ہوا تو اللہ تعالےٰ اس کی ضرور مدد فرمائیں گے۔

کتنے پتے کی بات کہی اس دانا نے۔ یہ درست ہے کہ ہر آدمی اپنی قسمت کا آپ مالک ہوتا ہے کوئی آدمی نوشتۂ قسمت سے زیادہ نہیں پا سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے ہمت و محنت انسان پر فرض کر دی ہے اگر کوئی آدمی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے قسمت کو کوستا رہے تو یہ اس کی غلطی ہے بعض اوقات ہمت و محنت سے مقدر بدل بھی جاتا ہے بلکہ اکثر اوقات محنت کرنے والا اپنی منزل کو پا لیتا ہے۔ دیگر حالات میں انسان ناکام و نامراد ہی رہتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے محنت کرنے والا اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا تو یہ اس کا مقدر ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیر ہو تو اس کی حالت وقتِ معین سے پہلے نہیں بدل سکتی۔ یوں بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک آدمی بہت محنت کرے مگر اپنی منزل نہ پائے اور مرتے دم تک اسے سکون میسّر نہ آئے۔ تو اس کی بابت ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس کی محنت رائگاں ہو گئی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس کی محنت کا صلہ ابدی زندگی کے لئے محفوظ کر رکھا ہو یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ وُہ کسی دوسرے جرم و گناہ کی پاداش میں سزا بھگت رہا ہو — بہرحال اس امر پر بحث فضول ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ جیسا مناسب سمجھتے ہیں کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ ناانصاف نہیں ہیں۔

بچّو ! زندگی میں کوئی خصوصی یا عمومی مقام حاصل کرنے کے لئے محنت درکار ہوتی ہے، جو محنت کرتا ہے منزل پا لیتا ہے۔ صرف مقدّر پر ہی اکتفا کر لینا صریحاً اپنی ذات سے ناانصافی ہے کیونکہ جو محنت کرتا ہے اپنے مقصد کو جا پہنچتا ہے۔ اگر شومیٔ قسمت سے کوئی رہ بھی جائے تو کم از کم اس کے دل میں اس بات کی کسک نہیں ہوتی کہ اُس نے حصولِ مقصد کے لئے محنت نہیں کی۔ اور اگر محنت اس کے کام آ جائے تو وارے نیارے ہو جاتے ہیں۔

اب لیجئے اس بادشاہ کی کہانی جو اپنی زندگی میں اپنی موت کے بعد کے نقشے بنا رہا تھا۔ تو اس کو دانا نے درست کہا کہ آپ اپنی فکر کریں، آپ اپنے بیٹے کی فکر کر کے اس کے مقدر کو نہیں بدل سکتے۔ آپ کی کوشش بے سود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی اچھی گذار دی، یقیناً وہ اسے اس کے مقدّر کے مطابق بھی دیں گے اور جوں جوں اس کی اہلیت میں اضافہ ہو گا اس کا مستقبل بہتر ہو گا۔ اور اگر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا رہا تو یقیناً ناکام و نامراد رہے گا۔

پس پیارے بچّو ! آپ اپنی آئندہ زندگی کا نقشہ آج ہی اپنے ذہن میں بنا لو۔ اُسے اپنی ہمت و محنت سے اجاگر کرو۔ اگر آپ نیک نیّت ہیں تو یقیناً نیک بخت بھی ہوں گے۔ کامیابی آپ کے قدم چُومے گی۔ انشاء اللہ۔

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون
نمبر ۶۷۵۴۵

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
” ” ششماہی	..	۶
” ” ”	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
” ” بحری جہاز		۱۵
” ” ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
” بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
” ” بحری	۸۰	۲۲

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.۳۰ ۲۲۷ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹ - ۲۶۷۰ - ۲-۹ DD مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ چٹھی نمبر ۲ GM/۳ - ۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷